

بسم اللہ تعالیٰ

سلسلہ دائرۃ ادبیہ

۱۵۱۱

۳

میں سے سخن

مجموعہ نخست

از

نشی امیر احمد امیر مینائی علیہ الرحمۃ

بابتہام شیعہ کیسری و اس فن لکھنؤ میں چھپا

اور

دائرۃ ادبیہ لکھنؤ نے شائع کیا

قیمت

۱۹۲۱ء

فہرست عنوانات

صفحہ	صاحب عنوان	عنوان	نمبر
۱	از حضرت محوی	دیباچہ مینائے سخن	۱
۱	از حضرت ثاقب	مقدمہ	۲
۵	از جناب امیر مغفور	بانگ اضطراب	۳
۱۴	„	واسوخت اردو	۴
۳۷	„	شکایت رنجش	۵
۷۰	„	صفیر آتشبار	۶
۱۱۱	„	حسد اغیار	۷
۱۲۵	„	غبار طبع	۸
۱۳۵	از محبوب علی ناظم دارالترادیس	برکے در دکشی	۹

غزل کا میدان ایسا تھا آسمین دو فون با کمال بدرجہ مساوی
 جو ہر شہسواری دکھلا رہے تھے۔ اور یہ شان تھی کہ اگر ایک زمین میں
 امیر کا شدید فکر بازی لے گیا ہے تو دوسری طرح میں آغ کا شہب خیال
 اگلے نکل گیا ہے کسی بزم شاعرہ میں حضرت امیر نے اپنے جوہر دکھا کر
 ارباب ذوق کو حیرت بنا دیا ہے تو دوسری محفل سخن میں جناب
 داغ نے اپنے نتائج طبع سے سامعین کو دنگ کر دیا ہے لیکن جب
 اس کو چہ (عزل) سے گذر کر دیگر اصناف سخن میں قدم رکھتے ہیں
 تو جناب داغ کا اپنا بازی بخرج نظر آتا ہے۔

بیشک! فیاض ازل نے دونوں کو جوہر شہر دیا اور فطری شاعر
 پیدا کیا تھا لیکن جناب آغ صرف شاعر تھے۔ اور جناب امیر
 شاعر بھی تھے، تمام اصناف پر یکساں قادر بھی۔

قصیدے میں امیر کے بعد دہلی میں کوئی نظر آتا ہے تو وہ مرحوم

ظہیر دہلوی کی ذات تھی لغت اور دیگر اصناف کلام، رباعیات، قطعات
ترجیع بند، ترکیب بند، مخمس، مسدس اور واسوخت وغیرہ کو لکھیے تو ان
میں حضرت امیر کا مرتبہ ہی فائز و برتر نظر آئے گا۔

مرآۃ الغیب، صنم خانہ میں قصائد امیر خود شاہ عادل بین لغت
میں جناب امیر کا ایک مستقل دیوان پائے گا جس کے مقابل فریق ثانی
کے کثکول میں صرف چند غزلین ملینگی۔ رباعیات، قطعات، تالنج
مسدس وغیرہ کا امیر کے یہاں اگر خزینہ خوار ہوگا تو دماغ کے یہاں
خوشہ، ان اصناف پر جناب آغ نے طبع آزمائی ضرور کی ہے اور
دواوین میں فی خیرہ ملتا ہے مگر وہ صفات اور وہ خوبیاں نہیں جو غزل
میں ہیں اور امیر کے مقابلہ میں توازن قائم نہیں رہ سکتا۔
واسوخت بھی ممکن ہے کہ جناب آغ مرحوم نے کہا ہو مگر حضرت امیر
یہاں مستقل سرمایہ موجود اور آپ کے پیش نظر ہے۔

یہ واسوخت اگرچہ کئی بار شائع اور مقبول ہوئی۔ تاہم اور کلام کی
 طرح قبول عام اور شہرت عام حاصل نہ ہوئی۔ اسکا سبب اؤل تو انکی کمیابی
 تھی۔ دوسرے جس شان سے چھپنا چاہیے تھا نہ چھپی۔ تیسرے خود مصنف
 نے بھی زمانہ کی رفتار دیکھ کر انکو گلدستہ طاق نسیان بنا دیا۔ اور زمانہ
 بھی حافظہ سے بھلا دیا مگر اب لکھنؤ کی مشہور مجلس ادب، دائرہ ادبیہ اس
 مجموعہ کو منظر عام پر لاتی ہے۔

اساتذہ اردو کے نایاب جواہر پادشہ کو برادری اور نذر کسا بازار
 ہونے سے بچانا بھی دائرہ نے اپنا ایک فرض قرار دیا ہے جسکی قسط اول
 وہ آج پیش کرتا ہے اور امید دلاتا ہے کہ ابھی بہت کچھ کرنا ہے اس سلسلہ
 کی پہلی کڑی ”میناے سخن“ یعنی حضرت امیر مینائی کا یہ مجموعہ واسوخت ہے
 شاعری کی اس صنف خاص میں اساتذہ قدیم نے بھی حصہ لیا ہے
 چنانچہ ہمارے تیسرے صاحب بھی اس میدان میں آئے ہیں لیکن جو مقبولیت

اور ہر دلعزیزی و خدا داد شہرت قلق و امانت کے ہاتھ آئی وہ کسی
 نیائی اتفاق یہ کہ دونوں باکمال لکھنوی ہیں دہلی سے کوئی واسطوت
 اس شان کا نہ نکلا جو اسٹانفراچ تحسین اور تھغے قبول حاصل کرتا اور
 انکے مقابل پیش کیا جاتا اگرچہ حضرت امیر کے زیر تذکرہ دوسوختوں
 کو بھی وہ مرتبہ نہ میسر آیا تاہم آسیر کے اور کلام کی طرح یہ بھی قابل قدر
 ہیں اور انکی اشاعت ہرگز بے محل و بیکار نہیں سمجھی جاسکتی اسکی وجہ
 میں آگے بیان کر دینگا۔

یہ سچ ہے کہ مغرب کے اثرات اور حکومت کے انقلاب زاطر زعمل نے
 مطلع سیاست کو اس قدر غبار آلود کر دیا ہے کہ اسکا اثر طبائع اور
 مذاق پر بھی پڑا۔ وقتی جذبات، اور ہنگامی ضروریات، حیات کے
 لحاظ سے بادی النظر میں مینائے سخن کی اشاعت شاید ضروری
 قابل قدر نہ خیال کیجائے لیکن یہ ملک کی سخت غلطی اور اسلاک

بیش بہانتاج افکار کے لیے یقیناً تباہ کن غلطی ہوگی۔

آج مصر و بیروت کی علمی دنیا ہی میں نہیں بلکہ تمام یورپ (جزئی)
فرانس، برطانیہ، و امریکا تک میں قدیم ایشیائی شعرا بالخصوص عرب
اور شعراء جاہلیت کا نایاب کلام بجد کوشش و تلاش کے بعد خاص
اہتمام سے شائع کیا جاتا ہے مشرق قدر دان ذوق و شوق سے
دست طلب بڑھلے رہتے ہیں۔ ارباب علم و ادب محنت و
دماغ سوزی سے مرتب کرتے ہیں۔ مقدمے و رجوعی لکھتے ہیں
حل الفاظ، اور فنٹ نوٹ سے ترتیب دیتے ہیں یہ مقدمہ و نسخہ سے
مقابلہ کر کے غیر معمولی صحت اور حد درجہ اہتمام سے کام لیتے ہیں
عمدگی طباعت و نفاست کاغذ کو ملحوظ رکھتے ہیں۔ کثرت و کفا
کے متحمل ہوتے ہیں اور اسے زبان و علم ادب کی بڑی خدمت سے
تعبیر کرتے ہیں۔ گواہین کثرت سے ایسے اشعار کا ذخیرہ بھی ملتا ہے

جسکا لنگر موجودہ تہذیب شایستگی نہیں بنگھال سکتی۔
 لہذا اردو زبان کے ایک مستند استاد کا وہ مجموعہ اسوخت
 جواب کیاب تحفہ پیش کرنا بھی زبان اور اردو علم ادب کی بڑی
 خدمت ہے اور جو اس خدمت کو بجا لے وہ بلا ریب ملک و قوم
 کی طرف سے شکریہ کا مستحق قرار دیا جائیگا۔ لہذا میں مزید ادیبہ
 کو اس احساس پر مبارکباد دیتا اور دعا کرتا ہوں کہ خدا کرے
 دائرہ کی یہ سعی مشکور ہو اور وہ اس سے بہتر خدمت کے لیے
 آئندہ اپنے آپ کو ثابت کر سکے آمین!

نیاز کیش

محمد حسین مجوی صدیقی

پروفیسر ادب، جامعہ الہیہ کانپور



مقدمہ



و اس وقت میں شاعر ابتداً اپنی بیگانگی عشق و محبت سے پھر گرفتار ہوا
ہونا بیان کرتا ہے پھر کسی محبوب پر فریفتہ ہوتا ہے اور ایک شے تک
مصائب و آلام فراق جھیل کر کامیاب سال ہوتا ہے چند روز
سرور رہتا ہے پھر ان خیاریا اقربا سے معشوق خلل انداز ہوتی ہیں اور
محبوب کج ادائیگی کرتے لگتا ہے عاشق کو یہ بات ناگوار ہوتی ہے وہ
معشوق سے ازراہ طنز و تشبیہ کہتا ہے کہ تجھ سے زیادہ حسین تلاش
کر دو گا جو میرا طبع ہو گا اور ہر وقت میری اارات میں مصروف رہے گا
اس وقت تو شرمندہ ہو گا اور اپنے جوہر و جفا پر نام و نیرض شاعر نہیں
دیکھتا کہ کو طول دیکر و اس وقت کو تمام کرتا ہے

فارسی میں وحشی بزدلی نے واسوخت کی ابتدا کی اور غالباً اسی پر
اس مضمون کا خاتمہ بھی ہو گیا کیونکہ کسی اور شاعر کا فارسی واسوخت
دیکھنے میں نہیں آیا۔

اردو زبان میں پہلے پہل واسوخت سلطان عالم واجد علی شاہ بادشاہ
اودھ کے عہد میں امانت لکھنوی نے پھر ماری لال نے لکھا، اُس کے بعد
قلید اور شعرا نے بھی چند واسوخت لکھے مگر اب عرصے سے یہ مضمون
مترک ہو گیا ہے۔

اس مجموعہ میں چھ واسوخت نتیجہ فکر مخور عالی نظر حضرت امیر نیائی علیہ الرحمۃ
ہیں استاد امیر بڑے پایہ کی شاعر تھے آپ ۱۶ شعبان ۱۲۴۴ھ روز و شنبہ کو
بہار نصیر الدین حیدر بادشاہ اودھ بیت السلطنت لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔

دریات کی تحصیل علماء فرنگی محل اور دیگر علماء زامور مثل حاجی مفتی محمد سعد اللہ صاحب
مرحوم مراد آبادی کی خدمت میں کی تھی قبل غدر ۱۲۵۰ھ ایک دیوان مرتب

فرمایا تھا جو اس ہنگامے میں تلف ہو گیا اور بار شاہی میں بھی رسائی تھی
 بعد ایاں غدر ۱۲۷۷ھ میں نواب یوسف علی خان بہادر تخلص ناظم سندھ آراہی ریاست
 رامپور نے طلب فرما کر حاکم دیوانی جس کا لقب مفتی عدالت تھا مقرر کیا۔
 نواب ناظم کی رحلت کے بعد ان کے فرزند اور جانشین خلد آشیان نواب
 کلب علی خان بہادر نے بہت کچھ قدرانی فرمائی اور ملذاختیاں کیا۔ ۱۲۸۷ھ
 برس رامپور میں جناب آمیر نے عزت و آبرو اور عیش و راحت کے ساتھ بسر
 کیے آخر میں حسب الطلب فرمان فرمائے دکن ۱۰ جمادی الاول ۱۳۱۸ھ
 کو دار وحید آباد ہوئے اور ایک مہینے تو روز کے بعد بتایا ۱۹ جمادی الآخر
 ۱۳۱۸ھ شہر مذکور میں انتقال فرمایا

نہایت نیک نماؤں متواضع بزرگ تھی آج تمام ہندوستان انگوٹھ شہر میں
 استاد کامل تباری علاوہ دیگر تالیفات تصنیفات کے تین یونیورسٹی مالک میں جناب
 باری عزائمہ ظل فردوس میں فرما چند نند و سہن کے انتظام پر بطور نمونہ درج ہوئی ہیں

<p>الامان خاطر ناشاد پریشان پھر ہے جادو دشت مرا جاگ گریان بھی ہے</p>	<p>الحذر جو شجنو سلسلہ جہان پھر ہے وہ امن اوی جوش مراد امان پھر ہے</p>
<p>بیج تقدیر کا ہے طوق گلو گھر مجھے نہقان ہوتا ہے گلکش گلستان ہی مجھی</p>	<p>ہرج اشکون کی نظر آتی ہر بھر مجھی تنگ ہون شہر سیقت ہی امان مجھی</p>
<p>طوق دشت فی بھایا گریان ہی مجھی جسم لائوسین گین جتنی ہیں زنجیر ہیں</p>	<p>اپنے کپڑے نہیں کم خانہ زندان ہی مجھی حلقہ انگھونکے نہیں ضعف کی تصویر ہیں</p>
<p>کشتی حرج تملک شتی طوفانی ہی آہ پر درد کہ زنجیر پریشانی ہی</p>	<p>شدت گریہ سی اشکون کی فراوانی ہی شوق ال مستعد سلسلہ جہانی ہی</p>
<p>تیغ افغان جو کھنچے شرم ہی بجلی کٹ جائے شور زالون کا سنے رعہ کلیہ بھٹ جائے</p>	
<p>حررہ العبد المذنب محمد حسن اللہ خان ناقد فیض فیسر (سابق مدیر قندپاری) دکوٹا کالج گوالیار۔ ۱۴ نومبر ۱۹۱۹ء</p>	

بانگِ اضطراب

یاد ایام کہ شیخی کا یہ انداز نہ تھا	جلوہ حسن ادا حوصلہ پرداز نہ تھا
شمع فانوس بیان شعلہ آواز نہ تھا	اک جهان کشتہ تیغ نگہ ناز نہ تھا
آنکھیں غوریزہ تھیں خنجر قاتل کی طرح	لوٹتے تھے دل عشاق نہ سبل کی طرح
پافون پر دسے نہ نکلا تھا مہار ابا ہر	صورت آئینہ تھے خانہ نشین شام و صبح
صحیح تک بھی تھیں لان سی آنا تھا سفر	ڈرتے ڈرتے کبھی جاتے تھے اگر جانبِ در
دیہ نقش قدمی تھیں شاگ جاتی تھی	دیکھ کر سیلے کو ہر راہ چھپ جاتی تھی
آگنی زیر سے تھی تم کو نہ زیر سے خبر	سی مٹی کا نہ لپکا تھا نہ سرمے یہ نظر
باتھ مھندی سی نہ تھی بچہ مہرجان اکثر	آتش رنگ خاسے نہ جلاتے تھے جگر
دامنِ لطف تلوک دسترس شایہ نہ تھا	آئینہ پر تو عارض سی پر خاند نہ تھا

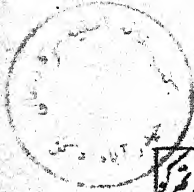
<p> نہ اگلے تھے کبھی افعی گیسو یون زہر شہرہ باد رخ صاف نہ تھا شہر شہر کھینچ کے جاتی تھی ہر شہر میں صنو جمال لاکھوں گیسو پریشان کو پریشان کہے اس قدر مشتری سید بن خدا ان کہے تھے تم تو یوسف تھی مگر کوئی بخیریدار نہ تھا خانگی ماہ تھے تم اور میں بالاصحاب میری بدنامیوں سے نام نکالا اصحاب میں نے مضمون کی طرح شہرہ آفاق ہوا مثل یوسف کبھی دیکھی تھی بازار کی ماہ بلکہ غور شنیدی دیکھا تھا نہ سایہ اسی ماہ گھر کیان گھر کی کبھی جانب باز نہ تھیں </p>	<p> بوی عارض ہی وسط تھا نہ یون گلشن ہر قلم حسن سی اٹھتی تھی نہ بیدار کی لہر جان فاق نہ تھی عاشق دلگیر حال سیکڑوں بیکہ حسن کے حیران کہے تھے اتنے وحشت زدہ زرگس فاق کہے تھے کوچہ یون آٹھ ہر مصر کا بازار تھا کون تھا میری سوا چاہنی بالاصحاب میری چاہت سی ہوا رتبہ دو بالاصحاب فکر کی جی بہت جن میں تبطان ہو سیر تری کو نظر تھی نہ تماشے نہ نگاہ مہتابی یہ پہر بڑھتے تھے کبھی شام بچا شوخیان طبع مبارک میں زنا نہ تھیں </p>
--	--

روز ہوتی تھی نہ یوں بھونکوں زور کی خرید	نہ تو دیر یا کی بے جانہ تھی قطع و برید
اک جہان گو کہ تھا شاق بزمکے عید	برزہ حاصل تھا کسی کو مزہ گفت و شنید
جمع ہوتی تھی نہ یوں اہل غنا شام کو وقت	قصہ گو یوں کو بلاتی تھے نہ آرام کو وقت
اب جو ہر بات میں لیتا ہوی ماشاء اللہ	عربہ جو ستم آرا ہوے ماشاء اللہ
مائل سیر و تماشا ہوے ماشاء اللہ	غیر ہم غیر اجا ہوے ماشاء اللہ
جھگڑے آبکی محفل میں بڑے رہتے ہیں	منظر ہم پس پورا کھڑے رہتے ہیں
یہ سمجھے تھے کہ ہوگی یہ قیامت ہم پر	امتحان دم شمشیر عداوت ہم پر
غیر لوٹنے کے مزے آئیگی آفت ہم پر	ظلم و جور و ستم و خواری و دولت ہم پر
کچھ ہوا خیر تھا کچھ اور گمان درویش	قہر و ریش تہید ست بجان درویش
دل میں سوچو کہ طرح دار بنایا کس نے	دلربا دیکھے دل ای یار بنایا کس نے
اس طرح کا تھین عیار بنایا کس نے	سارے عشق و تون کا سروا بنایا کس نے
کس سلیقہ تھا تھین نہ زیبائی کا	کس کی صدقی میں یہ شہر ہو غنائی کا

سارے احسان مے نام خدا بھول گئے	سیو فائی پہ چلے راہ وفا بھول گئے
ذائقہ مہر کا الفت کا مزا بھول گئے	پچھلی باتوں کو تم ایسا بھول گئے
ایتوا دل اور دماغ اور ہی شان اور ہی ہے	آن بان اور زبان اور بیان اور ہی ہے
رات دن صحبتِ اغیار ہے اللہ اللہ	گھر میں ہنگامہ بازار ہے اللہ اللہ
دل بہن پامال و در قمار ہے اللہ اللہ	دم نکلے ہیں وہ گفتار ہے اللہ اللہ
آئینِ حجاب قیدی یا جارت ہی نہیں	کنگھی جڑی سی کسی تم تھیں فصیح ہی نہیں
عام چاہت ہوئی اے عشق کو بجا رہیں	در و دل در و جگر سو در و خون خشکی لب
گرم بازارِ ادا و طبیبوں کے مطب	آنکھیں بیمار ہوئی ہیں شربتِ دیدار
خوش و سازمین بنائی ہی عطار ہوئی	ڈولیاں روڑ چلی آتی ہیں بیماریاں
کوئی جانا ترے کوچے سے اب جلتی ہیں	جاسا بیٹھے ہوئے نام ترار تے ہیں
خجراز سے لاکھوں کی گلے لگتے ہیں	شربتِ مرگ کی پیاسوں میں قہرے بھتی ہیں
خون غریبوں کی روان کھفت آئین	کس سحر کو چہ ترا سلیخ قصاب بنیں

روز چھپ چھپ کے چلاتی ہیں غیر روکے پیام	کٹیاں بھینٹ لکڑ تھین کرتی ہیں سلام
اسی ہوتی ہیں انشا نہیں لگاؤٹ کی کلام	حال آئینہ ہی چاہوں تو کون نام بنام
خط پہ خط آتی ہیں پوشیدہ نہیں اردن	بیٹھے رہتے ہیں کبوتر تری دیواروں کے
رات دن صحبت اختیار رہا کرتی ہے	بزم بھین لڑگوں سے بازار رہا کرتی ہے
طبع تم سے مری بزار رہا کرتی ہے	گرد غم بیچ میں دیوار رہا کرتی ہے
خیر کیا واسطہ بہتر ہو اگر جو سی تم	ناز آٹھواؤ یہ بیجا کسی مزد سے تم
ہے الجھی ہوئی گفتار - ذرا اور سنو	ہے اکٹھری ہوئی رفتار - ذرا اور سنو
بیرخی ہم سے یہ ہر بار - ذرا اور سنو	ہم رکاوٹ کے سزاوار - ذرا اور سنو
اور غمرے ہیں یہ سرکار کی انانی	ایسی چالیں ہیں صاحب کسی ہر جانی
خیر نکو جو نہیں پاس ہمارا صاحب	بحر الفت سی کیا مہنے کنار صاحب
کہیں اب نہ اگر دل ہی تمھارا صاحب	سلسلہ قطع ہی کہے یہ گوارا صاحب
تک کے دین محبت کا اگر نام نہیں	خوش ہو خوش ہو بندہ کی کو بھی پائیں

<p>برق و شتم ہو تو پر کا کہ آتش ہم بھی ڈھونڈھ لینگے کوئی مجھ کو پوش ہم بھی با تو ان میں لنگ نہیں ملک خدا نہیں</p>	<p>بد بلا تم ہو تو میں ایک بلا کش ہم بھی تنکو پروا نہیں تو تم یہ نہیں غش ہم بھی دل ہی میل تو کمان چہرہ گلزار نہیں</p>
<p>پھول گلشن میں بہت قاف میں پان لکھوں ماہر و زہر و چین مہر و خشان لاکھوں</p>	<p>بہر خواص عدل میں درغلطان لکھوں دل ہی بنیای جو منظور تو پان لکھوں</p>
<p>شہر آبادی کچھ کالی حسینوں کا نہیں شمع روایا نکالوں کہ جلاؤں تم کو اشک بن جاؤ تو نظروں سے گراؤں تم کو</p>	<p>جگمگاؤں سی جا ماہر جینو نکال نہیں تو سہی ناک میں دم ہو یہ ستاؤں تم کو آنکھیں کھلی جائیں وہ خورشید کھاؤں تم کو</p>
<p>بھون جاؤں تمھیں ایسا کہ بت یاد کرو</p>	<p>نہ ملوں کلمی خوشامد کی جوار شاد کرو</p>
<p>تم بھی دیکھو تو کہو صل علی صل علی کمر نہا جیسے کہ خورشید کی پہلو میں ہنسا اپنے غمرے کی طرح قابل مہیاک بھی</p>	<p>ڈھونڈھ لکھ کوئی طرح دار نکالوں ایسا تیرے تم سامنے اُسکے ہو وہ خورشید لقا فخر خواہاں جہت بھی چاک بھی ہو</p>



چاند سا چہرہ شب سجد کھائے ٹکڑا	کرم شبنم کے مانند اڑائے تم کو
مزم صحبت ہو تو مہن مہن کی برکات تم کو	آپ تو برق بنے ابر بنائے ٹکڑا
سناں کے کہان انش و فرہنگ سے بہت	صورت غنچہ نکلی دہن تنگ سی بہت
وام میں لائی تمہیں گیسوی پچان اُسکا	کنوین جھنکوائے تمہیں چاہہ زخندان اُسکا
واع دی چاند سا رخسار دُنا بان اُس کا	طوق ہو تم کو مہ نو سا گر بیان اُس کا
عرق شرم حضور گل رخسار آئے	سر جھیکا لو جو نظر ابروی خمدار آئے
کان کھل جائیں کرو آنکھ کی شوخی جو نظر	آنکھیں پھیرائیں جو کانوں کا نظر آئیں
ہونٹ کا ٹو جو پڑے آنکھ لب لعلین پر	نہست کر دے تمہیں نظارہ غفائی کا
زنگ فق ہو شکم صاف کے نظارے سے	حلقے آنکھوں میں پُرنے کے نظارے سے
زلف پر سچ کرے ٹکڑا گرفتار رسن	کنوین میں ڈوب دیکھ کی وجہ آفتن
تنگ جیسے نسی ہو ہنگام تماشا سے دہن	صبح کرے جو نظر آئے بیاض گردن
کھینچے تنگ صف تر گانگی خلش خار دہن	آتشیں چہرہ لٹائے تمہیں انکار دہن

دل کو دھچکا ہو مگر کی جو لچک آئے نظر
درد دل چکے جبین کی جو چپکائی نظر

سینہ صاف جو سرشق تصور ہو جا

و کیو وہ لعل سی زریبے شامت آئے

زلف کچ نکو مقد رکی کچی دکھائے

بیکلی دل میں ہو پیدا جو کلائی دکھو

کبھی آمادہ جو ہو رقص یہ وہ مایہ ناز

شمع سان بھوٹ بہو دین یہ پیدا ہو گداز

خشم آلود کہ زہر کاوے جام تھیں

گر پڑیں اشک اکھین کھی اکھون سی تین

با نین رنگین وہ کری منہ سی گل زہر تھیں

سرو آسا جو قد راست دکھائے نکو

م پھر کجای جو تھنوں کی پھر کجائی نظر
غم سی کٹ جاؤ جو گیسو کی لٹک آئے نظر

شکل آئینہ ہو سکتے یہ تیر ہو جائے

سر گین چشم سی اکھون نین اندھیر چھا

رہتی قامت موزون کی قیامت دھائی

کیا ملو ہاتھ جو وہ دست حنائی دکھو

ایسی بچھ جاؤ کہ تم فرش نریا انداز

میش عترب ہو تھیں جنبش شرکان دراز

سانپ بن نکو ڈسے لاف یہ فام تھیں

پھول سی پیری سی لائے تھیں جینی کے پرن

خار ہو نکو یہ بھانین نازک میں گرین

خوب رسو کرے جھنڈی یہ چڑھائی نکو

بھیتیاں ایسی کہی تم بہ کہ چھا جائیں وہ	ایسے آواز کی ہل نہ سکین آگے لب
بھاگتے راہ نہ پاؤدہ گرے برق غضب	گر میون پر اگر آجائے ہینن جاے عجب
قافیہ تنگ کری کو نہ مضمون سوچھے	اگر فقرہ اسی سر وقت ہ موزون سوچھے
جاتی ہیں سارے حسین کر کو وہاں طیاری	سیلے ہوئے ہیں بہت شہر میں بھاری بھاری
کثرت ایسی کہ زمین بوجھ جی سبکی عاری	شہر اڑا ہوا ہرست سی سرکین جاری
عشقا زون کی بھی مانوہ وہاں تونی ہیں	امر اجتنے ہیں سب سیرکنان ہوئے ہیں
اُسکو بھی لائینگے اُس میلیں ہم کر سنگا	اکلی جاؤ گے کین ہو کی جو گاڑی سپوار
بندھتی ہی کے حضور اہل تماشا کی قضا	دیکھیں ہوتا ہی لک فاق کا کس گان ہزار
تالی بج جا بہت خوار ہو بعلین جھانگو	تو سہی کوئی نہ پوچھے تھیں گا مٹی لنگو
دیکھو کس رنگ سی کرتی ہیں وہ مٹی کا پیا	بس امیر بنین باقی ہی سکایت کرتا
لئے آئے ہے چشم سنخو کا کلام	غمرہ کشا ہی کہ اب غیر کا ہم لینگے نہ نام
چپ ہو چپ ہو وصل کا پیغام آیا	تھا جواز نہ تھا راوی اب کام آیا

وایسوخ اردو

آج اک سانحہ تازہ بیان کرتا ہوں	شعبہ عشق فسونگر کا عیان کرتا ہوں
سخن جادہ الفت کو فان کرتا ہوں	تیز اس سنگ سی شمشیر زبان کرتا ہوں
کتنی جل جلتی ہیں اٹھتی ہیں شرارے کی کیا	روز لا تا ہی غم عشق چراغے کی کیا
شاد کتنے تھے زمانے میں کہ ناشاد ہو	خانمان کتنے تھے آباد کہ برباد ہو
قیدی ام جنوں کتنے پرزاد ہو	کتنے ماتھے پہ الف کھینچ کے آزاد ہو
کتنی وحشت میں گئی خانہ زندان کی طرح	کتنی آوارہ وطن ہو کی بیابان کی طرح
لف زار کے قرینے ہوئے کیسے کیسے	صرف یک و دہ خزینے ہوئے کیسے کیسے
مجر اس آگ سی سینے ہوئے کیسے کیسے	غرق دریا میں سفینے ہوئے کیسے کیسے
آگ میں کود پڑے کھینچ کر مالے کتنے	چاہ میں ڈوبے چاہنے والے کتنے

بن گیا جسم پہ گل کھا گلستان کوئی	جل کو داغون ہی ہوا سر چرخ افغان کوئی
بچہ غم ہی ہوا چاک گریبان کوئی	جوش و خروش دشت میں گیا سوی بیابان کوئی
زنگ لخت فیض بیتی ہی کر دیا بدلا	تبر و قصر جنابی سے چھپر کھٹ بدلا
کوئی جنگل میں کہیں زیر شجر تو ماہی	سر کو نکالے کوئی کوہ پہ جی کھوتا ہے
جاکے دریا پہ کوئی اشک نشان ہوتا	کوئی چادر سے لپیٹے ہوئے منہ سوتا ہے
بلبلو نکا کوئی ہدم ہی گلستانوں میں	مہم قدم کوئی غزالوں کا بیابانوں میں
ہر جگہ عشق کی ہی چال نئی ڈھال نئی	اس گلستان میں ہو چلتی ہی ہر سال نئی
جب نظر کیجیے اس قرعہ کو ہے خال نئی	یہ چوڑی ہے کہ ہر بات تھ ہی بانی چال نئی
پانچ تین اس میں کرو غور تو پو بار پو	تین کافی بھی اگر آئیں تو اٹھارہ میں
کون شوق ہی ایسا کہ وفا کرتا ہے	کون حق مہر و محبت کا ادا کرتا ہے
جو حسینہ نہیں ہی وہ جو روح جفا کرتا ہے	بیگنا ہوں کو گر قمار بلا کرتا ہے
خود نما میں متلون ہی طبیعت انکی	چندر وزدہ ہے ملاقات غنیمت انکی

گاہ بیکادہ کرین یہ جو عنایت کی نظر
میٹھی باتیں بھی کرین یہ لب شیریں کی لکڑ

دین جو حلو اتو ہلاہل کے برابر سمجھو

یہ وفا طرہ محبت کی سزا دیتے ہیں

میٹھے جھلائے نیار دگ لگا دیتے ہیں

سب ہی ہیں یہ صنم سابقہ ڈالو خدا

دل اس قرار پیتی ہیں کہ ہم ہیں لدا

ہیلی وہ آنکھ ٹکٹا ہو جس آنکھ سے یا

اب اس مومن میں لگاؤ نہیں ملے

مجھ کو آبیاری ہی طرح کا اک سانچہ پیش

سچ ہی پیش آتا ہی آخر کو جو یہ کر دہ خوش

کام کی سمجھتے ہوئے جو ہی برابر ہوتا ہے

فی الحقیقت ہی وہ نیرہ کی سان بھر
تلخکاموں کو وہ ہی میٹھی چھری سی بر

دم جو الفت کا بھرن یہ دم خنجر کھجھو

خاک میں دل کی تنہا کو ملا دیتے ہیں

ہو فلاطون بھی تو دیوانہ بنادی ہیں

اپنی بندوں کو کرای کے حوالے بخدا

لیکے دل بھرنیں پتی ہیں یہ کچھ جز آزل

پھر وہی آنکھ ستم پیشہ جفا جو خو خوار

ان تلون کو جو کر دعو کہیں تہل

کیا بیان اسکا کر دین کہ جگر غم کی ہی

قہر درویش تھی ست بجان درویش

پھر جو لیے لفظ فتنوں تو کیا ہوتا ہے

ماہ پکیرت خورشید لقار ہر چین	و سنو شرح کہ معشوق ملا ایک حسین
مخفی جوی چین اب سکارانی میں نہیں	جسکے سجدے کی لیے ترکِ فلک سب زمین
سایہ اسکا چوری دیکھے تو جشت ہو جا	ہو کر آئینہ حسن سے حیرت ہو جا
گریبان شعلہ کی سیاب کی خصلتیں	برق پر برق گرے وہ شرارتیں
مادہ کفان میں ایمان بچو صبا میں	ناز کی وہ کہ سوا گل سوزا کت میں
بوٹی بوٹی کی پھڑک جان کو بھل کر دے	گردش چشم فنون ساز غضب جگے دے
ساکن برید حرم کو چرین اسکی میں	کون ہی زندہ جو کرانہیں اسکو دل دین
بندہ عشق مجازی میں تمام اہل یقین	اپنی مذہب کا کسی قوم کو اب پاس نہیں
برہمن ایک شاری میں مسلمان ہو جا	شیخ نسو وہ جو کہے تارک ایمان ہو جا
غم میں ڈوبا وہ کیا جس کی کنارا	دل کیا نذر کیا جس کو اشارا اس نے
تیغ کے گھاٹ نہرا روں کو تارا اس نے	سیکڑوں کو نگہ ناز سے مارا اس نے
قدر انداز بھی ہی صاحب شمشیر بھی	تیغ ہی ابرو پر خم تو فرقتیر بھی ہے

لیلی زلفت سی لیلی بھی ہی درخیر سا	لب شیرین کا وہ عالم کہ شیرین کا
سانا میرا سی حسن پر اچھا اچھا	شکل یوسف جو کبھی سامنے آئی تو کہا
آپ بھی اتنی ہوسے و اجدا کی قدرت	شان اللہ کی اللہ خدا کی قدرت
کہکشان کو ہی فقط مانگ کی نسبت نہ	بدریشانی کو دیکھے تو جھکے سر سجد
سو بکھر پڑے مومن کی طرح کیون نہ	خال ہندو کا ہوا گلشن غرض میں وہ
طفل ہندو بھی ہوا حافظ قرآن دیکھو	مل سید رو کتابی پہ نمایاں دیکھو
خلق شتاق ہر اک شہر میں انگشت نسا	مادہ نواب درختم کو جو کیسے تو بجا
پایس کی ہی نہ یقین گر سنگی کی پروا	دیکھنے والوں کو بھولے طلباء و فقدا
روزہ داروں فی لہال رمضان دیکھا	دور گردون سے عجیب نگہاں دیکھا
زر گسست کے بنتے ہیں قیچ ہست بدست	صفہ فرگانہ میں مستون کی برابر ہست
جو خرابات جہان میں ہی وہی بارہ ہست	خو کر نہ نہ تو کیا بلکہ ہیں نہاد بھیست
طاؤن میں کعبہ ابرو کی دھڑکتی ہیں	میستی ہی یہ دو جام بھرے ہیں

خلقت ہوئی ہی اسکی یہی ہوئی جدا	زلف کو مشک جو کٹی ہیں وہ کرتی میں خلا
پردہ شب میں وہ اللہ سے مانگے یہ دعا	دیکھے لیلے سے مجنون کی طرح ہو سودا
یا اکی مری گردن میں یہ زنجیر بڑا	جو شمسودا میں موافق مری تیر بڑا
بچ پیدا جو ہوا اسنے وہ پھیلا لہر	تیم ہی گوش تو تے موی غرہ نون ابرو
الف مینی وہاے لب و لہام گیسو	اور ایک لفظ کی ترکیب ساؤن دلجو
یہ بلا کسے عاشق سی جدا ہوتی ہے	ضم ہون یہ حرف تو ترکیب بلا ہوتی ہے
دانت بوتی کی لٹھی میں نہیں جاری سخن	سینہ صاف ہی آئینہ کی صورت روشن
سینے میں ہوتی ہیں انگوٹھی گہر عکس فلک	وقت گفتار جو ہنس پڑتا ہی وہ غنیمت ہیں
موتیوں کا نظر آتا ہے گلے میں کالا	واہ کیا حسن کھاتا ہے گلے میں کالا
بعض کہتے ہیں اسے جادہ قلم عدم	ہرمت موی کر لکھ نہیں سکتا ہے قلم
ابھی اس معنی باریک سی واقف نہیں ہم	نرسکا نون سی جو پوچھو تو کہیں کھا کی قسم
کچھ نہیں کچھ نہیں کہتے ہیں تو یہ کہتے ہیں	نہم معنی چھین حاصل ہی وہ چرچہ تے ہیں

دیرہ ناف میں ہی موئے کمر از نظر	یا کوئی ناف کو سمجھے گرہ موئے کمر
یا شکم بحر لطافت ہی یہ اس میں ہی ہفتہ	سب سے بہتر ہے یہ تشبیہ کرو غور اگر
آئینہ پیش نظری شکم صاف نہیں	عکس ہی جاہِ رخداد کی عیانِ ناہن
گوری گوری وہ پتلی ہی کہ بلور کا جام	سرخ زنگ حنا اس میں شرابِ گلہام
تقریبی ظرف ہی یا چین کہ سو کا ہی کام	یا نظر آتا ہے لبریز شفقِ ماہِ ماسام
صاف شجرت کی تحریر یہ کتبِ بین	رخِ یوسف کی چمک دیدہ یعقوب بین
گر میثاق کی رہتی ہی جودل میں تیری	آتشِ رنگِ خاکی ہے شہِ انگیزی
خانمان سوزِ اس برق کی آفتِ خبری	تشنہ خون ہیں یہاں ملکِ دم غزیری
خونِ عشاق کی لہرین جو نظر آتی ہیں	مچھلیاں دستِ خاکی کی تر چاتی ہیں
لمحہ ملو آتی ہی اس ساعدِ سین کی صفا	ساقِ پا ہے پے زار و سببِ لغزشِ پا
پائون میں جلوہ کھاتا ہی عجیبِ رنگِ صفا	معجز حسن سے پائی یہ بیضا کی صفا
نقشِ پا میں جو روشنِ ہر ضیاء کی	صاف ملو زمینِ صفا کو خسار کی ہی

ایسی معشوق سی جسم ہوئی صحبت حاصل	شمع حاض سی ہوئی گرم بہار محفل
ہوئی کیجاں دقالبجے ملے نونوں	اُٹھ گیا پردہ دونی کا نہ رہا کوئی محل
اُسکا شیدا میں ہوا اسکو مرا دھیان تھا	درمقصود کھلا عیش کا سامان تھا
بلبل مست دل اپنا گل خندان تھا دودخ	ہم تھے پروانے اگر شمع شبنم تھا دودخ
برج نہاں تھی محفل بہ تالیاں دودخ	مصر تھا کشودل یوسف کھان تھا دودخ
کیا کہیں لذت ہم نرمی جان کیا تھی	گرمی صحبت بقیس سلیمان کیا تھی
او جہل آنکھوں سی شکل اُٹھ بہرتی تھی	دیکھتے دیکھتے ہر شام سحر ہوتی تھی
تہ کبھی سیر نظارے سی نظر ہوتی تھی	واہ کس بطف سی اوقات بسر ہوتی تھی
مسافت میدا رہو ساتھ ہی آرام کیا	رخ و گیسو کا تماشا سحر و شام کیا
شوق نظارہ یہ تھا گیسو عنبر بو کا	پردہ چشم ہی مویات رہا گیسو کا
ہجر پہلو کو گوارا نہ ہوا پہلو کا	نہند آئی تو دیا تکیہ مرے زانو کا
کیتے پہلو میں جگہ اسکی رہی کلیلج	ہاتھ گردن میں رہی روفر حائل سطح

تھے جو حاسد وہ جلے رشک سی مانند	ہوا آوازہ ہم زنجی دلبر جو بلند
تیزی نارعداوت ہوئی ہر وقت دھند	شریہ باندھی کر اعدائے ہوئی فکر گزند
آتش افروز لگے آگ لگانے کیا	اگر من اڑا کر کے شرے لگی آنکھ
دو در انداز ہوئے مستعد فتنہ و شر	جمع عیار کیے دی طمع دولت دزر
ایک عیار نے کی نوکری اسکی جا کر	ایک عیار ہوا آکے ہمارا نوکر
مرتبے پائے بھاحب ہو غنوار ہوئے	خند متین کین جو بہت یار و عیار ہوئے
کچھ خبر آگیا ہے اور ہی جلسے میں ہاں	سیری نوکری کیا مجھے یہ اک وزیر ہاں
جھوٹ کہتا ہوں تو ہو گنگ می منہ میں	غیر غریبانی میں چھپ چھپ کے ہر بازار گنگ
یا توں کھسی رہ الفت میں خبر داری سی	آپ واقف نہیں عیاروں کی عیاری سی
کہیں لیجاتے ہیں رہ آپ کو غافل باکر	چند اوباش مصاحب ہیں ککر تڑپ
رضی بڑے ہیں اسی راہ سی لوجہ خبر	پشت ایوان پہ چو کھر کی ہی وہی خطہ
رخنہ انداز کٹین کیو دتیا ہو جا	بند کھر کی ہو کسی طرح تو اچھا ہو جا

دیکھوں آنکھوں کی تو تدبیر بھی ہو نہ نظر	میں نے اُس سے یہ کہا جگہ لو قین ہو کیونکہ
بات آسان ہی کرنا ہوں میں جسبت کے	عرض کی اُس نے رہے تیرے دولت سے
خیر خواہی میری اور آپ کا اقبال حضور	منا کھل جائیگا چھینے کا نہیں جا حضور
چوک میں لیجیے اگر کمرہ کرانے کو حضور	ایک تکیے لیکن عل و سپر ہی ضرور
ہو وہ سب طرح سی راستہ مثل رخ خواہ	نور کا فرش بچھے اُس میں بندھیں وہ کو
روشن فراہوں کسی شب کے سر شاہ کمر	فناغ البال کھی ہو کر ہر اک کام سی
دو گنا آنکھو طمع سیم زرد دولت خواہ	ہمیں صبا جو ہر آنسی بھی کچھ ہی مجھے راہ
ہے جو مطلب بکل آسکا وہ انشا اللہ	کچھ تر و تین بلوائے تیکے وہ خواہ خواہ
تجنے عقدی ہیں وہ سب کے پھل چاہئے	میں لگا لاؤنگا وہ ہر کے سلو کر تیکے
شاید ایسا ہی ہو کر تہا ہی جس طرح بیان	بدگمانی ہی بڑی مجھ کو بھی آیا یہ گمان
پرے طلسم کی بندھیں فرشتے شجر ہرود	مگر لوگوں کو نہ دیا کوئی اچھا سا مکان
جھاڑو تو کس کنول رونق ادا ہوں جا کینا	اگر سیان ہیزین کچھین آئنی چاہوں جا کینا

آرامش ہوئی معشوق کی منظور نظر	مختصر یہ کہ کیا اسکی شرارت فی اثر
وہ جو عیار وہاں حلیے ہوا ہفت اور	حال ابھر کا تو یہ تھا طرفہ بندھا رنگ
مسی اللہ کے لیے ڈھائی لے	بہر زلفت میری نہ بھلائی اُس
دل دیا ہے جسے ہی اور کین اسکا دل	وقت پا کر یہ کہا ان سے کہ تم غافل
بُج خورشید ہی بادرت کی منزل	جس قائل ہو وہ ہی اور کسی پر اہل
گھر تھا رانہیں یہ اور کسی کا گھر	دار با ترہین اب کوئی دلبر ہے
چھپے جاتے ہیں ہاتھ تین جیسے کیا	چوک میں ایک کرانے کا لیا ہے کرا
تسے بگڑی ضرور اس میں نہیں فرق	میشہ رات کو آتا ہے کوئی ماہ لقا
جھوٹ کہتا نہیں تحقیق خبر پہنچی	شہر بازار میں ہی دولت شہر پہنچی
ہار چھو لوں کے چنگیر نہیں بھرے رہتے ہیں	جام نیا دسویاں دھڑے رہتے ہیں
ہیں فاکش جو دو ایک ڈی رہتی ہیں	یونگمہاں میں دور اوپری رہتے ہیں
اُس سے چھو ابھی نشانی کا لیر آتے ہیں	صبح آئی ہیں تو حمام لیر آتے ہیں

کرتی ہن میٹھ کی احباب میں اکثر کلام	اگر تباہ بقیش کی ہتیا میں تمام
ہر بیان صبح بنارس کی راہ کی شہرام	درد و مشوق ہن کتنی ہن موافق ایام
ایک دم دھڑکا آنکھوں کو میسر جلوہ	کھڑے ہن ہتیا کا خورشید کا باہر جلوہ
دو دن ہن ایک لطافت میں نہ ان میں	ذائقہ امیں زیادہ ہر جو فرس ہی شرم
اسکو بھی نہ کھو تو کچھ اس سی ہنیں ہی کتنے	ایک دن ہن کتنی قہر میں انہیں کوئی
تنہی ہر جی زائل مئے دنوں میٹھے	لذت زینت حاصل کردہ دنوں میٹھے
سنکے اُسے یہ کہا تھا کہ مے سر کی قسم	دے خبر مجھ کو فراہم ہر پہلو جس دم
خود چلیں گے کہڑے ہن نہیں کچھ ہو گئے ہم	بھیر کی بات نہ ہن کون اٹھائے الہم
فتنہ برپا ہو محل غیر محل دیر ہے کیا	آج ہی گھرے بگڑتی ہی جو کل دیر ہے کیا
آدمی بھیج کی دریافت کیا اُسے جوں	اُسے آکر یہ کہا آئینہ ہی صدق مقال
چوک میں ایک ہی کمرہ کہ وہ بیا کمال	دریہ زبان ہن میسر نہ ہن سب جلال
پروزی زربین جو ہن نہ تو کا برائی ہن	لوگ کہتے ہن کہ وہ روز بیاں آئی ہن

و ان رکاد دل تو بیان گد کہ دور آئی	نیز خبر شکے اُسے اور حرارت آئی
دل کہ کتا تھا کہ ابائی ابقت آئی	گو بظاہر نہ کبھی بات کی نوبت آئی
ایک غم دونوں طرف یکالم دونوں طرف	لگاتار لاہوا چھایا ہوا غم دونوں طرف
وہ یہ کہتا تھا کہ یہ قہر یہ آفت کیلئے	مین یہ کہتا تھا الہی یہ قیامت کیلئے
وہ بیان اسکو سبب کہ محبت کیا ہے	مجھ کو اندیشہ ہی و جبکہ دورت کیا ہے
نہ ادھر بات کوئی تھی نہ ادھر بات کوئی	نہ تکلف نہ دان کئی نہ کئی بات کوئی
مجھ کو ہر بار سرسیمہ پریشان ہونا	اسکو چھپ چھپ کے ہر اک گوشہ میں گنا ہونا
مجھ کو افسوس ہی انگشت بدندان ہونا	اسکو گردن کی طرف دیکھ کر حیران ہونا
لگ گئی چپ فزہ حرف بکایات گیا	زنگ صحبت نہ رہا لطف طاقات گیا
دفعہ پھر گئی قسمت مری ہونا کیا ہے	مین یہ کہتا تھا الہی یہ تماشا کیا ہے
ہوش اتنی نہیں یارب مجھ کو اکیلا	ہی او دہی دور دیوار پہ نقشا کیا ہے
دل میں بسا خنہ کچھ نہ ہی کیا ہونا تھا	خشاک لب جو گئی رخ زردی کیا ہونا تھا

اسکو ہر وقت تصور کہ ہوئی مجھے دغا	بیار کا چاہ کا الفت کا مزہ کچھ نہ رہا
دشمنی کرنے لگے دوست زمانہ لٹا	لوگ بڑھ کر کسی کا ہونچھکر کوئی کیا
پر پردی میں عداوت عیبت کی سی	منہ پہ کچھ دلیں کچھ اللہ الفت کی سی
آخر کار یہ صورت ہوئی رفتہ رفتہ	ظاہری ترک مروت ہوئی رفتہ رفتہ
ہم کو سودا ہوا وحشت ہوئی رفتہ رفتہ	او کو صورت سی بھی نفرت ہوئی رفتہ رفتہ
منہ لپیٹے ہوئے ہم اپنا پٹے تہی تھی	وہ بھی پاس آؤ تھے دو گھر ہی رستی تھی
ایک دن اس کی کہا ہم نکاحی رشک تھی	آج تقریبے شادی کی گئی شکر گھر
رقعہ آیا ہی بلا یا ہی مین کی ہے خبر	بزم شادی میں ضرور اپنی ہی شرکت بھی
لیکے نوشاہ دو دھن کو جو رواں ہو گا	دن چڑھے بعد فراغ اپنا بھی آنا ہو گا
خیر تو منہ سی کہا پراٹھین آیا خیال	ہو نہو آج اسی کا ہوا تھیں شوقِصال
جا میں تو شام کو پہنچو بھی نہیں مابل	ہم بھی چلتی ہیں لگھریں بہن ہنسا ہنسا
یا تو ہو غیر کا یا دہست خود سراپا	آج جھگڑا ہی چکا لیتے ہیں جل کر اپنا

ہوئے آمادہ چلے گھر کی گزلی غناک	شام جیوت ہوئی ہنسی رنگائی پوشاک
ساتھ دو چار حصا بھی نہایت جالاک	ہیونچی اس کمری میں خست تھا جو زلف لاک
گیا کہین کیا دل مضطر کو خیال آئی	گوکہ باتو نہیں بہت ہو کو وہ ہلاتے تھے
ہو کہو ہونچی یہ خبر باد باری آئی	دو پہر رات گئے انکی سواری آئی
جسکا کھسکا تھا اسی بات کی باری آئی	بات اسوقت یہ خاطر میں ہماری آئی
سانس آج ہوا آفت بالائی کا	گندہ اس نام یہ ہو گابت ہر جانی کا
سادگی خوب نہیں کام ہے عیاری کا	فکر انجام ہوئی جب یہ مئے لڑکھا
بات کیجے کوئی حکمت کی فراطون سی	کار فرما ہو اگر عقل تو اس نام ہے فرا
جھوٹ سچ جو یہ وہ سب کچھ نمایاں ہو جا	امتحان یار کا جس کی غمی نشان ہو جا
میری ہمراہ مصاحب میں کئی خوش طاہر	سوچتے سوچتے یہ بات نکالی آخر
دیکھو کیا قصہ کس را پیوہ کا فر	مجھ کو لازم یہ کہ غائب ہوں ہیں چاہر
گفتگو اُسے جو آئیگی وہ ظاہر ہوگی	امتحان چاہیے ہونی ہی جو آخر ہوگی

اک صاحب تھامری ساتھ خوش احسین	اسکو وان اپنی جگہ میں نہ کیا صد نشین
اکدہ ایک تھا اس میں ہوا جا کے مکین	چھوڑی چلن کہ نہ دیکھو وہ بت ہنوزین
باتیں کانوں سے سنو تیک کوئی اصلا نہ	ناش پر کسی ہو پر داکوئی پروان نہ
میں نے اس گشتی میں لی مصلحت جانے قرا	زیب بسند وہ ہوا اپنی گھٹائی کو بہار
سر پر ہوا مال ملنے لگے روخند نگار	دفعہ مثل قمر سامنے آیا وہ نگار
پر اس سر یہ غضب ناک مگر آیا	منہ بنائے ہوئے ہے تیرے تیر کیا
زیب بسند جو کسی غیر کو دیکھامری جا	تھا غضب ناک زیادہ وہ غضب ناک جا
اس صاحب نے کہا خیر ہے تشویش ہی کیا	گھر تھا اسے جو آئے تو سزاوار کیا
کیلئے آنا اچانک پائی ل کیا ہی	بیٹھ بھی جاؤ گھر ہی ہنسے سی حال کیا
اتنے کس کام کو کچھ کہیے تو آنے کا سبب	کچھ بیان کیجیے تکلیف اٹھانی کا سبب
اتری اس گھر میں تو پھر توری چٹھانی کا	وجہ آنکی نہ کھلتی ہی نہ جانی کا سبب
وہ گھر ہی بیٹھ ہنسو بد کو کوئی بات کرو	آوی ہم بھی ہیں ہم بھی ملاقات کرو

جس کی یہ بات کہانی میری مطلب میں کیا	جس کے خشتاق میں انکا نہیں لگھ میں تہا
یہ سنا تھا کہ یہ بایں آنکے کوئی ماہ لقا	داغ دہی اسے آئے تھے کہ لجا کے سزا
بدلے منظور نظر اس سے تھے یعنی ہو	یاں جو آئی تو پڑی لینے کے دینے ہو
ایک نوکری کہا اپنے ذرا جا تو سہی	ہو لایا ہے جو یاں اسکو بلا لا تو سہی
کر یہ تاکید کہ رو پوش ہی کیوں آنو سہی	جسکے آنے کو کہا تھا اسے ہلا تو سہی
ہوا اگر جھوٹ تو یہ مور و قزیر کر دیا	کر کے کالا تر امنہ شہر میں تسمیر کر دیا
وہ جو ڈر رہا ہوا آیا تو یہ جھنجلا کے کہا	کیوں یہ کیا بات ہی کیا توئی کہا کیا نکلا
جنگھا طالب ہون نہ وہ میں کسی غیر کی	دوسرا کون ہی مشوق تیا جلد بتا
اگر دیش اور کہاں کی کہتیں تو میں	استعد جھوٹ کسی بات کا میرا تو نہیں
کانہ کیا ہے کہا جھوٹ نہیں جھوٹ نہیں	راست گو ہوں بچہ اچھوٹ نہیں جھوٹ نہیں
کچھ نہیں میری خطا جھوٹ نہیں جھوٹ نہیں	آپ دیکھیں تو ذرا جھوٹ نہیں جھوٹ نہیں
وہی کہو وہ حسین کہ طیار ہی ہے	رنگ بدلا تو کچھ رنگ ہی عیاری ہے

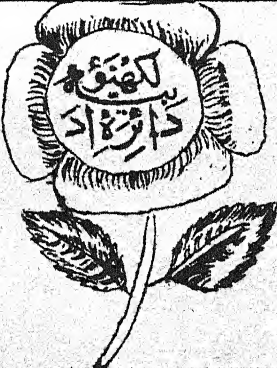
اور کچھ دھیان میں آتا میں اسوقت تک	جلن کاتی ہی چھوٹی موٹی چیز میں نظر
ہو نہوا میں مقرر ہے کوئی رشک تم	ہی ہی ہو کے کی ٹٹھی کہ بظاہر ہی سپر
تیر ہون ناخن تیر تو عقدہ کھل جا	جلن اٹھی تو یقین ہی اسی بڑو کھل جا
سنگے اس بات کو جلدی سی بڑھانہ مثال	پھینک دی نوچکے جلن کے پریشان مثال
در میں رکھا جو قدم کو تو ہوا آئینہ حال	چار سو پھیل گئی روشنی شمع جمال
مجھ کو دکھا تو کہنا دواہ یہ چوری ہم	بت بنی بیٹھے ہوا اللہ یہ چوری ہم
چھپ کے بیٹھے ہو جو مجھے یہ خطر کس کی	پاس آنا تھیں منظور نظر کس کا ہے
مجھے ڈرتے نہیں تیرا وہ یہ ڈر کس کا ہی	صاحب خانہ ہی ان کون گھر کس کا ہے
ہو جو شکوہ کہو کس ن کو اٹھا رکھا ہے	ہی یہ ظاہر کہ کہیں اسکو چھپا رکھا ہے
بڑھ چلے اب تو بہت دور ہو ماشار اللہ	بزم شادی میں گئی آئے میان کاٹ کی را
ہم سے عیار پنا آپ کا کیا کہنا دواہ	یہی حیلے ہیں تو کیا ہو کا محبت کا پناہ
مڑھری کے بھی نقشے لگے جناب تو	چور کا بڑا ہی بڑی گھات سی بنے اتو

کچھ نہ سوچھا اُسے کچھ غیظین آیا نظر	کسے یہ لال ہو چشم سی مثل گل تر
پرزئی کی پرزئی کی چلبے سے ہو کر باہر	باندھی بوجم خطا دست درازی پر
ڈال کر ہاتھ گریبان میں گریبان کھینچا	خار کیا کیا نہ دی گوشہ دامان کھینچا
دیکھ کر زامیہ ہم پہلے ذرا سمجھو تو	عرض کی میں نے کہ تا چند جفا سمجھو تو
ہا سمجھ ایسے نہیں نام خدا سمجھو تو	بات کچھ اور ہی تہا میں ہے کیا سمجھو تو
بے تکلف ابھی ظاہر حق و باطل ہو جا	تو جہ اگر انصاف کچھ دل ہو جا
فقتہ انگیری اعدا سے پڑا ہے قیو	نہرا جرم ہی میں نہ تھا اسے قصو
آزادیش ہوئی ہاں تو طرف سی منظو	کچھ کا کچھ مجھے کہتا تم سی کیا کچھ مذکور
آج جواب یہ گدڑی ہی مجھ پر گدڑی	دو دون جان نب خبر کد ب برابر گدڑی
یون ہی تھا ایک انداز نے مجھے بھی	کیا کہتا ہے تم آئے جو بیان ہو کے خفا
نکت گل کی طرح جاتے ہیں جھیکر ہر جا	کہ انھیں ہر نہیں ہی آنکھوں جیسا
روزِ تربط دماغوں کی کیا کرتے ہیں	سیر اغیار کے باغوں کی کیا کرتے ہیں

چوک میں لوگوں کی کمرہ تو کھل جائی بل	یا فون کو بیٹے انھیں لاؤ انھیں کھل
چوک کر غیر کے کہنے پہ کیا ہم نے عمل	گذاڑ اس غیر حملہ میں ہوا غیر محمل
آگئے کہنے میں تھی ریت جو بھاری کچھ	آزادیش ہوئی منظور تھاری ہم کو
تم جو آئے تو کیا گوشہ عزت میں قیام	اک صاحب کے کیا صدر نشین اپنی مقام
تاکھلے راز میں آپ کی تقریر تمام	شکر شد کہ اب کچھ نہ رہا ہم کو کلام
فرق پایا نہ محبت میں دراصل	جو کہاتے وہ قانون میں سنا تھا ہم
تکو بھی جلیس وقت صفائی ہم سے	معدون سی ہو جدائی کہ جدائی ہم سے
نہیں ہو نیکی بھی کوئی بڑائی ہم سے	نہ پھر نہ تم سی پھر سی ساری خدائی ہم سے
کام تم سی کسی سی میں کچھ کام نہیں	ڈھونڈو لو سارا مکان غیر کا زبان نہیں
ہم تو قائل ہوئے تم صاف ہو میں نہیں	تم بھی اب رو کر دلیں جو رکھتی ہو کھٹک
آزاد و زلف کو یہ کمرہ ہے محکم	غیر کا دھیان نہیں لینے بلکہ رتبہ تک
ہم ہیں کیا رنگ و رنگی کا یہاں نہیں	آپ ہی آپ ہیں کمری میں کوئی نہیں

در میان آن ج جوہن باعث شر و اشتعال	فصلہ بہت آسان نہیں کچھ دشوار
دونوں میں مہون طلب تانہری دلیں غالب	ایک ساتھ آپکے ہے ایک مراخذ متکا
ہوگی تندی تو حق حق وہ بیان کرد نیکی	دور کی جو کچھ حقیقت و عیاں کردی
سانے نکلے ملے گئے دونوں بد ذات	راست تھی راست پسند لگی انکو بھی تبا
مجھے بی راست کو اینین ممکن ہی تھا	کانتے آئے گمرشہ سے نہ نکلا ہوتا
ایک ساحل لگے کہنے برابر دونوں	جو در را تھ گری بلون یہ در در دونوں
طبع زر سے طبیعت میں خیانت آئی	عرض کی سچ ہی کہ اعدائی طبع لوائی
بد ہی انجام بدی کا یہ جوئی رسوائی	حق یہی دونوں طرف جھوٹ خبر بخائی
بیشین میں بازوون پر کھینچو شین کھینچ	شرم ہی آنکھیں جھکی رتی میں کھینچ
نام ظاہر ہے رسوا ہوئے سائے شین	کھو لگے پیش جو پڑھائیں تو تھا استعین
نہر بان ہو کے کہا دور ہوا سارا ظن	جب یہ حوال کھلا کچھ نہ رہا بچ دشمن
لگے بن جانی میں جب فضل خدا ہوتا	حق بڑی خبر یہ بھر کافی سی کیا ہوتا

پر زے کپڑوں کی کیے کیوں میں ہوا سخت جھل	سچ یہی صاف ہو تم میرا گمان بھلا بس
گرد آلودہ ہو پر کیساں رخ ماہ کامل	میں بھی محو ہوں آخر یہی انسان کامل
دو دو کا دو دو ہوا پانی کا پانی ٹھیرا	غیر اول کوئی معشوق نہ مانی ٹھیرا
بہمنو کی ہی عیث جان اس آفت میں ہلاک	عفو قصیر کو جانے دو بد لو پوشاک
وہی خلاص وہی پیار وہی پھر ہوتا ک	کیا ہوا مٹے میں دریدہ ہون کی خاک
اب پھر دن تم سے تو اللہ پھر سے پھر	گرد کیے تو ہی وقت ہی سر سے پھر
ہم لعل میں بھی ہوا دور مول دل کا غبار	ماٹھ گردن میں ہی لکے کرنے لگے پیار
وہ بھی ہر راہ مے کے بہت باغ بہار	بدلی پوشاک ہوا میں طرف خانہ سلار
مجھ کو نور روز ہوا ان کو شب عجب ہوئی	نعت یاد رہے اقبال کی تائید ہوئی
کوڑے شیرینی کی باز آئی کیا کیا	رتجگے کے لیے سامان تنگائے کیا کیا
گل شید فکے فراروں پہ چڑھائے کیا کیا	صدق نیت سے فقیر اُسے کھلائی کیا کیا
حاضری حضرت عباس کی درگاہ میں کی	روشنی اُسے بڑی خانہ اللہ میں کی

<p>دوست خنجر بن دہشت دہون دشمن باطن جسکا عاشق ہوئے عاشق ہو رہی باز مشکل فرقت کی آہی نہ دکھانا مجھکو</p>	<p>کی دعا خالق اکبر سی کہ اے رب عجا سو مراد و نکی یہی ایک مے دل کی مراد عمر بھر وصل کا حاصل ہو زمانہ مجھکو</p>
<p>سامعون فی یہ رنظم کیے گو ہر گوش سننے والے ہین یہ سرست کہ باتی نہیں گوش</p>	<p>قطع کر سلسلہ نظم امیر خاں موش اگرچہ باتی بھی دیرائے طبیعت کا ہی گوش</p>
<p>پھر کبھی جوش طبیعت کا دکھاؤ گناہین ہوش آریگا قوافیہ ساز گناہین</p>	
	

شکایتیں

۸۴ ۲۰۱۲

وہوم ہی خسرو اقلیم جنون آتا ہے	فوج غم ساقی ہی آدہ خون آتا ہے
خلل انداز صفت صبر و سکون آتا ہے	ماحب لشکر نیز گزشتہ منون آتا ہے
اقبال بدینا شاختم و جاہ کا ہے	داعیہ تخت گہ دل میں شمشاد کا ہے
وہ فلک قدر شمشاد و من کون کہ عشق	تیر زن تیر فلک قلعہ شکن کون کہ عشق
رستم معرکہ کر رخ و من کون کہ عشق	مالک ملک لہ جان بدن کون کہ عشق
گردین ہی روش باد بہار ہی لکھو	حضرت عشق کی آتی ہی سواری لکھو
لوہہ آتاری جو ہی بوجہ نیز گزشتہ منون	تشنہ کا مان محبت کا جو ہی تشنہ خون
جسکے آگے سر تسلیم دو عالم ہے نگوں	سر جھکا کے ہی قد مبوس کیسے گردن
جب یہ تیشہ درم جنگ علم کر لہے	سر جلاہِ فلک کو بھی قلم کرتا ہے

اسکی آمد ہی جو مشہور ہے پیگنیز زمان	اسکی آمد ہی کہتے ہیں قتال جہاں
اسکی آمد ہی جو سرشکن تاب و توان	اسکی آمد ہی جو تار ہے گل عیش خون
ملک الموت بھی ہمراہ رکاب آتا ہے	شیخ کھینچے ہوئے سرگرم عتاب آتا ہے
خیل آفت کی جلو میں ہیں ستم کے رہنما	کیا جلو میں اسکی سواری کا دکھاتا ہے کیا
زرفشان اُسکا پھر ہر اکہ دھواں آتشا	اگے آگے غم نالاہ خورشید شارا
آبلہ سینہ عشاق کے نقائے ہیں	دل جو ڈوٹی میں نقیب کے لگا رہے ہیں
پہلوان جس نے کچھا ڈوڈہ لا رہا ہے یہی	حسرتیں کشتہ میں جسکی وہ شکر ہے یہی
کشتیاں جس نے ڈبوئیں وہ ہمدرد ہے یہی	قرب جس نے نکالے وہ شاد ہے یہی
نوح لائیں جو سفینہ نہ لگے تھلی بڑا	خضر کا غرق ہی یان آج نہیں کل
چمکین آنکھوں کی کانین نئی صورت ہو جا	کوہ راستہ بازار محبت ہو جا
خاۓ خانہ خرابی کی مرست ہو جا	وحشت آباد غم و درد کی زینت ہو جا
کمرے کمرے میں گل داغ کی گلکاری ہو	صاف بھول کا مکان چشمن کی تیار ہو

چشم ترا شک کا چھڑکاؤ لگاے سر راہ	صرف جا رو بکشتی زنت سی ہوخت سیاہ
غم و اندوہ کی استادہ دورویہ ہو سیاہ	دوڑ کر لٹائے خبر جسد کو بیک نگاہ
ہی ابھی دور کہ پہنچی ہی سواری نہ دیک	کس قدر باغ سی ہی باد باری نہ دیک
چاہیے آتی ہی حیرن کا سامان ہو جا	جسکو جمشید بھی دیکھے تو شبیان ہو جا
دل صد چاک کا آراستہ ایوان ہو جا	فرش زخم تن مجروح کا دامان ہو جا
نیچا خانے جو کناروں پہ گرین لاون کج	جھاڑو خانوں کسٹل بزم میں ہو چھا نونگر
دور یہ پر یونکو صد قاف سی مکر آئین	ساتھ دیوانہ کو سازندگی دیے لائین
ہچکیاں لینی لگین سب وہ تڑانے کاٹین	رضق آئین تو اندازئے دکھلائین
پھر کی ہر عضو بدن طائر بسمل کی طرح	کاٹتے راہلین خنجر قابل کی طرح
تمہیت کی یہ ہر اک ساز سے نکلے آواز	تم سلامت ہو تا یہ ہون عراق اور حجاز
وہ بھی قائم رہیں شہزاد حج پہنچے گداز	حسن جو آپکی معشوقہ ہی عمر اسکی دراز
آپکو وصلت جانا نہ مبارک شاہا	خلق کو مرگ جانا نہ مبارک شاہا

دور پیمانہ دکھائے کوئی پھر چاہے جو سر	می کشی کا جو خیال آئی تو می خون جاہر
ساعہ جم کی طرح آئینہ عالم کی خبر	جام و جن کو کہیں غیرت خورشید تر
چرخ کا خم ہو پہلے نہ خورشید کی من	و صفت طرف سی درو کہیں امید کی من
منہ خزانے کا کھلے نور کرم کا ہر جلوہ	جوش مستی میں جو ہر فیض سان طبع غلو
بہرہ درہون در مقصود سے خدام خضر	پائین انعام ہوا خواہ ہون نزدیک و
ڈھیر یون آنسو من کی گوہر شہر آشوب	اوانح صرت عوض رہم و دنیا زین
اطلس گرد ہو کج اب کی جازیب بدن	جانہ یون کو طین خلعت عریانی تن
سکہ گو کا در تحسین سے بھرا جانی دین	زخم پر زخم دو سالہ ہو پہلے گردن
وحشت آبا و جنون خیز من جاگیر ملے	ارواح کی سب کو سہراہ کی شمشیر ملے
تبع کے مالے ہون تقسیم کھلی فیض کا باہ	ہا زرخوئے مبین باغ طرب ہوشاد آب
ہو خطاب ایسی کہ جو ایک کلمہ ہو ایک جواب	خاص لوگوں کے بھین تہی غایت ہو خطاب
میر حیران ہون مخاطب انیس اللہ	میرزا یاس مخاطب جلیس اللہ

ہو چکے جتن تو خاصے کا بھی ہو سداں	ہاں جی جاہلین دے خاصے جو ہوں یا جہاں
میز پر طرف ہوں انجم کی طرح نورشاں	الائیں جو روں سی کو امداد باغ جہاں
چرخ کی خان سی بھی نعمت الوان لئے	نان غر شید پیر مدتا بان آئے
مرغ جان آتش حسرت سی جو جان بچ گیا	تسلیم آبلہ دل منی سلوے کا جواب
خشک مغزی کا وہ خشک نہ رہی کھلکھلا	لخت دل خون جگر کی ہونہاری نایا
آفاقانوں کی جگہ داغ زبون لاون کے	کوئے لخت جگر خواجہ بختا لاون کے
آتش خون ہ کہ نہو سیر کسی کی نیت	سیر چشموں کو ملی لقمہ غم کی لذت
زخم پر چھڑکے نہاک جو تکلیں ہو نعمت	لب نان وہ کلب تیغ کی جو حسین صفت
کار حلو از ہر دلال ہو ہر بنا	شور آب آب مہم خنجر قاتل ہو ہر بنا
بعد خاصے کے لگو چھٹنے وہ آتشباری	لگ اٹھی آگ کر چھڑ بھی بقی اندازی
ہو تماشا کہین فلیو کی وغا پر داری	جھلکے طاؤس کرین چار طرف طہاری
چرخ خیالے کی ملے گفہ دولابی سی	رات ہو روز رخ زرد کی تہابی سی

قلعے کا غنکے جہان نصیب میں کن تشبا	آگ کر لے کرہ ارض کو دم بھر میں حصار
صفت سرو چرخان چمن شرار انا	جیسے پرواز کرین ناک عاشق کی شرار
چمکین چھاپوں کے تباہ کھین کر بطرح	چادر اشک لگے چھوٹے چادر کھیرج
ہوئی العوض دعوت سے فراغت حاصل	سارے اسباب ضیافت سی فراغت حاصل
شرط نہانی و خدمت سی فراغت حاصل	عطر سی بان سی شربت سے فراغت حاصل
عیش و عشرت کا نظربے سامان آیا	بعد دعوت کے دم رخصت نہان آیا
کشتیان پیش جواہر کی ہو میں بوقلمون	جن پہ قربان کری گوہر انجم گردون
سرخ یا قوس نہارون صفت قطرہ خون	چہرہ زرد کی کھیراج بھی گنتی سی فزون
لختِ دل تھی نہ لیم تھی کہ تبحر تھے	تار اشکوں کے نہ تھے تو تین کے مالے تھے
خوش و عشق کو آیا دم رخصت خیال	دل کی قلم حقیقت میں ہی زور ریز کمال
معدن کے بے ہوش سی طبیعت سے نہال	چھوڑی کیوں سی دولت سے یہی مال مال
فطری طبعی طبع بخیر گشتی ہی بہا	گوشی گوشہ میں زرداغ کا مخزن ہی بہا

کبھی قید کسی طرح اُسے لکھ لکناہ	ہم نامی ہی جو اس کشور آباد کا شاہ
نہ تھی پاؤں کہا دل میں کہ تائید	اُسکو پوشیدہ خبر اسکی جو ہو بختی ناگاہ
خوفِ صیاد سے طائر نے چمن چھوڑ دیا	رعش غالب یہ ہوا ڈر کے وطن چھوڑ دیا
مالک دولت بیدار ہو خسر و عشق	کشور دل میں جہاندار ہو خسر و عشق
تاج کا تخت کا خمار ہوا خسر و عشق	روغنِ افزا سر در بار ہوا خسر و عشق
کشور دل میں ہوا داغ کا سکہ جاری	تمام خطبہ میں کیا شاہ نے اپنا جاری
لٹ گیا ملک رعایا پہ تباہی آئی	ظلم و بیداد چب بیتِ شاہی آئی
خون سی سرخی ہوئی موقوف سی آئی	آخر اندھیر ہوا یہ کہ بلا ہی آئی
پاسن ہوئے کی خلوت میں پری آئی	داغِ وحشت کی نظر جلوہ گری آئی
دل تماشا سے سراپہ دہ اسرار طلب	مائل دیہ ہوئے دیدہ دیدار طلب
مرغِ جان کشمش طرہ طرار طلب	لب ہوئے ذائقہ ہوئے رخسار طلب
دشتِ وحشت میں ہوئی خاک آری کی ہوا	دفعہ سرین بھری سارے زمان کی ہوا

خویش جلوه مشوق ہوئی پہلو کو	حسرت زانو مجبوب ہوئی زانو کو
دھیان آیا دل سودا زده گیسو کو	سنگیہ چل کی کسی کاکل عنبر بو کو
عمر بے صحبت مجو کئے خوب بین	زیت کا لطف بھر صحبت مجو بین
ہم بھی جانی لگے جلسے قی جان یاروں کے	تذکرے مٹنے لگے روضہ حداروں کے
شہرے اُنسے جوئے آئینہ خساروں کے	دل سی سیر ہوئے یہ سف کے خریداروں کے
کیسے جلسے میں راہ راوردھر کی بین	تھین فقط از لغو رخ و چشم و کربان
ایک صاحب قی جو تصویر کفن میں استاد	آنکو مانی کو اس فن میں کہ کوئی بہزاد
لانے اک روز متع کہ جب نقش مراد	اس میں تصویریں جیو کی بھی تصویریں زیاد
وہ شب میں جو رنگ تابیان بکلین	حورین جنت سی ریخا نہ سی ریان بکلین
ایک سی ایک قی میں بھی بہتر تصویر	کوئی خود شید کوئی ماہ منور تصویر
باعث حیرت اجاب ہوئی ہر تصویر	جلوہ افروز عجب ایک ہوئی ہر تصویر
دیکھ کر جسکو ارازاگ - ہوا خوش ہو	دلین جو نقش حقیقی وہ فراموش ہو

دقت نظارہ عجب نگ تیر چھایا	بزم احباب کو حیرت کا مرتع بنایا
جوش الفت فی عجب نگ جنون چھپایا	کیا کہوں دل سوزہ نقشہ مجھ کی کیا بنایا
خلش غم ز رنگ جان میں بُنی نشتر	واہری نوک پلک لیلین چھوڑی نشتر
اگلی ایسی طبیعت کہ کسا گھبرا کر	کس کی تصویر ہی یہ کون ہی یہ رنگ مگر
جس میں کایہ یگل ہو چہ چن ارگم	واہ کن رنج سعادت سی یہ چمکا اختر
اس شبایت کے کہاں جا چین موتی میں	قدرت اللہ کی ایسے بھی حسین ہوئے میں
اُس مصنوعی لہا حال کروں کیا اظہار	حسن آباد ہی اک ملک حسینوں کا دیا
وان تجابت کو گیا میں تو ہوا اس سنی چھا	مٹ گئی حوصلہ ضبط اس فقیر کا نگار
سوزہ الفت سبب گرمی بازار ہوا	نقد جان بیع کی اسکا میں خریدار ہوا
حکم تھا رہنمائی پلے کوئی یاں سودا ہی	لیچلون کھینچ کی تصویر یہ دل میں کانی
کھوکھ کے سبب تجارت بھی دولت پائی	شکل زنگ مقدسے نئی دکھلائی
آج تک ہر مین فریاد کیا کرتا ہوں	شدت غم میں اسی دیکھ لیا کرتا ہوں

گھر میں آیا تو پڑا بستر غم پر مین بڑھال	شکے یہ حال مصوری ہوا شوق کمال
قاصد وہم کا جانا ہی وہاں امر حال	دل سے کستا تھا کہاں اپنی نصیب بڑھال
وان لڑی لاکھ جہاں اپنا گذارہ نہیں	کیسی دھلت کوئی ملنی کا سہارا نہیں
درون خسار مرے گل گئی روتے روتے	حال تغیر ہوا غم سے یہ ہوتے ہوتے
بخت خوابید مرے جاگ اٹھے سو روتے	جان آخر غم محبوب میں کھوئے کھوئے
ایک درویش سی رستے میں ملائے چوٹی	کی جو اللہ نے تائید عجیبات ہوئی
ماسوی اللہ سی نفرت اٹھین اللہ سی کام	قرب حق کتنی ہیں جسکو اٹھین حاصل وہ مقام
آئینہ پیش نظر غیب کا احوال تمام	سنت رات می شوق سی بے شیشہ جام
مر رہا ہے کسی عیسیٰ پہ یہ پہچان گئے	دیکھ کر مجھ کو وہ سب حال مرا جان گئے
دی دعا مجھ کو کچھ ایسی کہ کھلا باب	اگیا رحم غایت کی ہوئی مجھ پہ نظر
منسکے فرمایا کہ جا تیری شب غم ہی سحر	لکھ کے تو نیک بھی اک باز دیا باز ویر
صحبت ذرہ و خورشید میں اپنے نہیں	کٹ گئی سارے تری رنج و تعب و زہن

دل کو کچھ من نہ تو کچھ دل نہ مجھ بھایا	چھپ گئے وہ تو نگاہوں میں گھر میں آیا
فرش کو ٹٹھے پر سرشام مگر مجھ بھایا	شام جب ہوئی لگی اور بھی جی گھبرا یا
صبح تک منتظر طالع بیدار رہا	خوابِ راحت سی نہ آنکھوں کو ستر کار یا
بوی محبوب کا کچھ ملنے لگا دل کو پتا	جب ہو صبح کے آثار چلی سرد ہوا
تہذیب کی یہی موجود ہو ایک صبح	دور سی صبحِ سعادت کی نظر آئی ضیا
نوبتِ صبحتِ طہقینِ مسلمان آئی	مغربِ جان تازہ ہوا نکلتا جان آئی
شکلِ تائیدِ مقدّر نظر آئی مجھ کو	روشنی دور ہوا پر نظر آئی مجھ کو
جان تک جا بے سی باہر نظر آئی مجھ کو	شمعِ دولت جو منور نظر آئی مجھ کو
جان ہوتی تھی ہوا بویِ جدی آئی تھی	روشنی دور سی جتنی تو قریب آئی تھی
بحرِ غم تھا جو چڑھا فضلِ خدا سی اترا	دیکھنا کیا ہوں کہ اک تخت ہو اسی اترا
ناز سے غم سے عیش و عشوی سے اداسے اترا	جکی تقدیر تمرا وجہِ سلسلے اترا
دردِ دل مجھے بھی پہلے ہی تعظیم اٹھا	ہو کے مضطر جو میں آمادہ تکریم اٹھا

مہر اقبال نمودار ہوا وقتِ محسّر	بھللا نے لگے تویر سے جسکی اختر
سطح نور ازل صبحِ جبین سے تار	واہ سے لے لے رخسار کہ ٹھہرے نہ نظر
اجلوہ افروز جو وہ چہرہ پر نور ہوا	نور سے بامِ تجلی کدہ طور ہوا
عقی مصونی جو بھکودہ دکھائی تصویر	سر سے پانگ وہ بعینہ نظر آئی تصویر
بول اتحاد دل جو نہایت بھائی تصویر	اپنی ہاتھوں سے خدا نے بنائی تصویر
اجت بیدارین طالع کی مدد گاری	یا الہی یہ کوئی خواب کہ بیداری
ملک لایہ کہ انری ہر فلک سے کوئی حلا	یا پری قاف سی آئی مری آنکھوں کے حلا
میتون پر یہ ہوا جلوہ شیرن کا جلوہ	دیکھنا قیس کا لیلے کو ہوا یا منظور
زہرہ آئی کہ قمر بچ قمر سے نکلا	دوسرا مہر جانا تاب کدھر سے نکلا
ورق مہر جانا تاب کہ پر نور جبین	لے لے شمع تجلی کدہ طور جبین
غیرت آئینہ و تخت بلور جبین	حسن جنت کا چمن چشمہ کافور جبین
نور یوسف نے اسی جبین سے پایا	شہرہ پایا تو صبا تھکے جبین سے پایا

دورق فوردہ رخ صفحہ تصویر دہ رخ	افتر بخت و دہ رخ کو کب تقدیر دہ رخ
حیرتی جسکے سہ دہرہ تصویر دہ رخ	قل عاشق کو حکمتی ہوئی شمشیر دہ رخ
دیکھیں خوابان پری چہر تو دیوانہ	ماہ و خورشید بھی اس شمع کی پرواہ نہ ہوں
پیش گردن پی تسلیم جھکی گردن حور	کبھی اس طرح کی شفاف نہیں شاخ بلور
دست صانع فی بنایا ہے عجب متذکر	محل حسن میں ہی شمع تجسلی کا طور
کسرتی سامنے اُسکے جو کہے دو در کھنچے	شمع سولی پر ابھی صورت منصوبہ رکھنے
عضو سے عضو یہ کہتا ہے کہ کیا ہوں میں	بند سی بند کا ہی قول کہ زیبا ہوں میں
ہی ہستی کا اشارہ یہ بھیا ہوں میں	رہے لپکا یہ فتوہ کہ مسخا ہوں میں
رہزا نکھوٹے کہو ز گس شہلا ہم کو	قول لقون کا کہو سے دو بالہ کو
بدر رخسار تو وہ ابرو سے خدار ہلال	چمک انجم کی کھاتا تھا خ صاف چال
مہر سی بڑھ کی درخشندہ وہ خورشید چال	لکھناں کہی اگر مانگ کو ہی ٹھیک مثال
ایسی جس میں فلک حسن کی نیائی ہو	جیسے تقدیر بخت جو تماشائی ہو

جلوہ کار جو گلستان میں قد موزوں ہو	بید مجنون کی طرح سر و چین مجنون ہو
شاخ گل پر جو پڑی عکس شاخ مضنون ہو	قد میں طوبیٰ جنت سی کہیں افزون ہو
سفر کی شاخ می زینت کا عیان گل ہو جا	مرغ سہ کبھی قمری کبھی لیل ہو جا
باغ خوبی میں ہی کتنا قدر غنا موزوں	جس کی تعریف میں ہی شر سراپا موزوں
صرع سر کو سمجھیں شعر کیا موزوں	تولید عقل کی نیران میں تو ہی موزوں
ہی جو انسان ہی اسی بہ قد آزا پسند	جا تو رفاختہ ہی اس سے نہ نشا پسند
چشم بیماری لیکن یہ عجب کی ہی جا	اس کا نظارہ ہی درود دل عاشق کی دوا
کیون ہم پہنچے نثر گان کو کہیں نہ شفایا	ہو اشارات میں صحت جو مرضیوں کو عطا
مرض غم نہیں رہتا کسی سودا کی کا	کام بیمار سے ہوتا ہے سیحالی کا
آنکھ میں سرمہ کی تحریر جو آتی ہی نظر	مست کے اعدا میں گویا کہ کھنچا ہے خنجر
نگہ نماز مکر صفت تیر دوسر	موی شر گان نہیں گویا انھیں تیر وکی بن
خون نہ ہو لعل جو خندان لب غنہ نہ لک	وانت شمشیر قسم کر لیے سنگ ہو

وصف پہلو میں نظر آتے ہیں پہلو کیسے	صافہ میں گول ہیں وہ ساعدہ بازو کیسے
جام صہبائے صفا کا سہ زانو کیسے	دوہیں پیمانے میں حسن سی ملو کیسے
سینہ صاف نہیں حسن کا گنجینہ ہے	جسمین عکس رخ قدر ہے وہ آئینہ ہے
شرم سی کچھ نہیں حاجت کہ چھپائے دکھ	جو ہر زور ہے کیونکر کوئی پائے دکھ
غیر ممکن ہی کبھی جلوہ دکھائے وہ دکھ	غیب مینوں کو بھی شاید نظر آئے وہ دکھ
جونہی ہوت پتا اسکا کمان ملتا ہے	کسکو آفاق میں غمخاکا نشان ملتا ہے
ناٹ کو سب گرہ موعے کر کہتے ہیں	ہم سے حسن کی دریا کا بھنور کہتے ہیں
چشم غما بھی اُسے اہل نظر کہتے ہیں	جھوٹ سب سچ سی وہی ہم جو خبر کہتے ہیں
ایسی تشبیہ مناسب صفت ناٹ میں ہے	پر تو چاہہ زخماں شکم صاف میں ہے
پائون پائون کہ خنکی سی جگہ دیدہ ہوا	انکھیں بیان بھی ملین بائیں اگر حضور
کف پامین صفت دیدہ ہوتا ہے نور	چشم بد انجم افلاک کی اس سی ہی وہ
وقت فغانی چال کیا کرتے ہیں	فتنہ خشر کو پامال کیا کرتے ہیں

الغرض جو عجیب ہر طرح سے پایا اسکو	خلوت خاص میں دل دوڑ کر لایا اسکو
فرش کین تانکھیں سرمد بٹھایا اسکو	ہو گیا رام جو باتون میں لگایا اسکو
دونوں جانب سے ہو میں لڑے دیا رانکھیں	نیچی نظر میں ہونے لگیں چار بکھیں
دل ملا انکھیں نہیں بات کی لذت اٹھی	دیر تک فحشکایات کی لذت اٹھی
رفتہ رفتہ یہ مدارات کی لذت اٹھی	مہنشین سی ملاقات کی لذت اٹھی
شاد زلف بنانچہ شرکان میرا	دست شوق اسکا ہوا طوق سیاق
اُس گل تازہ می میں مجھے وہ گل لپٹا	میں گل سی کے ساعدی وہ بازو لپٹا
عشق بچے کی طرح پاکے جو قابو لپٹا	ہاں بیکرمی گردن سی وہ گیلو لپٹا
منہ سی منہ ملنے لگا سینہ سی سینہ کیا	عطر ملنے لگا کپڑوں میں پسینہ کیا
لب آہستہ یہ آواز کہ بس او کا نسر	گرہ ابرو کی عیاں چین چین سی ظاہر
شرم سی نیچی نگاہیں مگر آنکھیں ساحر	ہوش ل سی کہا ناز نے حاضر حاضر
کچھ پوچھو اُسے جو چین سُرست کیا	نشہ شوق فی دونوں کو سیست کیا

وہ جو افسانہ تو مشہور کہانی میری	میں نے تھی اسکی جوانی سے جوانی میری
جو کہا اُسے زبان سودہ زبانی میری	اُس کی اسکی ادھر سحر بیانی میری
جال بھیر میری بیانی نہ مارا کیا کیا	اُسکے سینے نے ادھر اُسکو ابھارا کیا کیا
طبع کو خرمی دخل بجا ہونی لگی	اسکی بھرنکی صدا ہوش رہا ہونی لگی
منہ کھلا شیشے کا قفل کی صدا ہونی لگی	آمد و رفت جولنت کی سوا ہونے لگی
فیض نسان سے ضد کی گھر ترپائے	پائے پر پر غور شید سے اختر پائے
دین دنیا کی نہ باقی رہی دونوں کو خبر	میں صلت کے چلے بسکہ پیارے ساغر
روح غش کر گئی سنار سے اندر سے تر	گوش ساغر میں کھا شیشے نے جھکا جھکا
اس طرف اسکو ادھر مچھکاؤں راہوں تھا	کون سا جوش تھا جو بادہ سر جوش تھا
دل کو خواہش کہیں کی نہ جانی کی رہی	اُسکو ادھر مچھکو خبر کچھ نہ زمانے کی رہی
کبھی ہلکی نہ زبان بات ٹھکانی کی رہی	روز و ترکیب محبت کی بڑھانے کی رہی
چشمہ ہر جو چکا سو سے جام چلے	اب لب شکر سے صبح ملک جام چلے

آئینہ میں نہات ہوئیں محو تماشا حبیب	ایسا مستوق ہو فضل خدا سے جو نصیب
خواب میں بھی نظر آئی نہ کبھی کل قیام	مرض غم نہ رہا کوئی ملا خوب طیب
عشرت و عشق میں نہات بسر ہوئے لگے	نئی سامان طرب تمام دھڑلے لگے
گھر میں رہتا تھا فطرت میں جاتا تھا کہیں	تھا بہت وضع کا پابند جو وہ پردہ نشین
عرض کی میں فی کہ اوہر تھا ماہ چین	اکہن نہ پاکی اُداس ہوسکو برائی شکن
زیست میں نہ ل کی کا تو گل بلبل کی طرح	کیون پریشان ہا کرتے ہو کمال کی طرح
آبرو پائے کبھی گوش سی سلاک گو ہر	کون پوشاک نہیں کون نہیں ہی زبو
بازو دھون کی کبھی جوشن کی بھی جھلکین اختر	چلے جگنو کبھی سونے کا گلے میں پڑ کر
پائے نازک سی ہو آوازہ خفا کی کبھی	پڑ کر اٹھو نہیں ہر کسی کی گری مال کبھی
شغل پیدا ہو کوئی اسے طبیعت آئی	دوستانہ جو یہ ترکیب سے بھجائی
اکوچہ زلف میں شانے فی رسائی پائی	مسی سر سے ہوئی مد نظر زیبائی
ہو تین چند ملازم ہوئیں خدمت کے لپی	شوق نغموں کا ہو شغل طبیعت کے لپی

نام اس بزم کار کھا گیا عشر منزل	روز تجویز ہوئی رقص و غبا کی محفل
کہ ملازم ہے اس علم کے اکثر کمال	آگیا گانے بجانے کی طرف ایسا دل
اچھے اچھے ہوئے موجود بجانے والے	حاضر بزم ہوئے شہر کے گانے والے
سر سے سازنگیوں کے نور برآ چکا	بین کارون کا سر دست مقدس چکا
جو مجیرہ تھا وہ مثل میرا نور چکا	آئے جو طبلہ نواز اونکا بھی اخت چکا
حاضر بزم ہوئے کتنے پکھاج والے	سامنے آئے وہ ناک ایک بھی سج چکا
عظم بیان کا میں کسی نے تو ہوا لال	ٹپے والوں نے کیا بزم میں اظہار کمال
آئے وہ دھڑی بھی جو کہ نہ کہتی مثال	وہ بھی موجود ہو جو خوب گاتے تھے خیال
خشک ہو ہو گئی زہرہ وہ ترانے کا	دل ہلا یہ فلک کا بھی وہ گانے کا
کہ ہوا جا طرف بزم میں شور محشر	تا چنے والوں نے وہ دھوم مچائی اگر
بچی آنکھیں ہوئیں تین تین تو اشارے خیر	تیرا یں ایسی چڑھیں اتاریں شمشیر
پانوں کی ٹھوکروں سی گردیاں اٹھی	اٹھ گیا ہاتھ جدھر اک نئی آفت اٹھی

تالیوں کی درافلاک پہ پونجی نہ تگ	ایسے نقال کہ دیکھے نہ سنے آج تک
کہ جوان گاہ بنے پیر کسٹی مودک	کہ مرن تھی لپک گاتھی اعضا میں کھجک
زعفران زار ہوئی نرم خیم تہی	کبھی زاد کبھی سنجواری تیزی
بعد از ان مشغلہ بادہ دور سا	دو پہرات گئے تاک یہ جلسہ اکثر
چوسب نشہ میں جامے سرایا باہر	مہنشین بہنی ہوے گرد مضع نہ پور
قلقل شیشہ صا ابلیل خوش الحان کی	شان جامی گلگون میں گل خندان کی
مستی بخودی کتیک پھیلا ہوا زنگ	کبھی ونا کبھی ہنسنا کبھی گانا کبھی جنگ
فراہمیں تھی مستون کونہ اندیشہ رنگ	داستان لب کسیا کسین جنت کی رنگ
جھومنا نشہ میں اشجار گلستا کی طرح	اشک آنکھوں سے گرائے کبھی باران کی طرح
آئینہ صورت نشیر کبھی مستی میں	ایک سی ایک بغلیہ کبھی مستی میں
خامشی صورت تصویر کبھی مستی میں	لب پہلکی ہوئی تقریر کبھی مستی میں
ہاتھ کا ندھے کچھ ساتی رہ پیکر کی	بوسے لینا کبھی جھک جھک کے ساتھ

قص نہ انہ کہیں لغزش ستانہ کہیں	گریشہ کہیں خندہ پیانہ کہیں
دل سویشے کی بریک کوئی دیوانہ کہیں	شع مینا کا کوئی شوق سی پروانہ کہیں
جام کو دیکھ کے کہنا کبھی خوشیدہ کیا	روبرسانی دیجاہ کی حبشیدہ کیا
کوئی طاؤس کوئی عالم سستی میں تھا	رعد کوئی تو کوئی برق کی صورت بیتا
کبھی کہنا کہ گزل چاہیے کچھ بعد شراب	بطیمی فریج کو آج جھینیں اسکے کباب
تو زمین تیر کوئی کاٹ میں خج کوئی	تین عریان کی طرح جلے سے یاہ کوئی
واستان لیلیٰ مجنون کی کبھی درد بان	کہیں فرما دکا قصہ کہیں شیریں گان
نور کو یہ اداق و عذر کی کوئی گرم فغان	دل میں ٹپھ کی کوئی چاک جگر دل گان
عاشقانہ کبھی اشتا رسنا نارونا	مشتوی حیر سن کی کبھی گانا نارونا
زندہ ایسے جو ہوئے اکے شرک محبت	بدلی انکی بھی طبیعت رہی نہت
بندہ گئی اور ہی مان کہاں کی غیرت	دل نی چاہا کہ کوئی اور بھی نکلے صورت
وہ بھی بیٹے لکے جلیسوں سیال کیا کیا	زنگ میں زنگ ملازنگ نکالے کیا کیا

کون اس باغ میں گل کسما ہی قدر درون	ہنشینوں سے یہ کننا کہ کو رنگ بہا
کون کس پر ہی فدا کون ہی کس سچ قربان	شہر میں کتنی حسین عشق کا چرچا ہی ہا
آپ ہی آپ ہیں ہیں نہیں لسا کوئی	ہنشینوں کا یہ کننا کہ کسے کیا کوئی
فقیرے دیتے ہو فقرے جو سنا تے ہو ہیں	سہلے کننا کہ نہیں جھوٹ بناتے ہو ہیں
زرے ہیں مہر جنتا بناتے ہو ہیں	باندھنی ہی جو ہوا تلو اوڑاتے ہو ہیں
کارخانہ ہی خدا کی کا حسین ہو گئی بہت	ہم سے سین بٹن ماہ حسین ہو گئی بہت
جھوٹا کہتی ہوں اگر آنکھوں سے مخدو ہوں	ہنشینوں کا یہ کننا کہ عین قدموں کی قسم
سامنے آئین گردن ہو بھی شرم خرم	ہیں تو دو چار حسین اب بھی پر آپ سی کم
مہر کے سامنے درون کی حقیقت تو ہا	رور و چاند کی نار و عین صباحت تو ہا
سبب اس کا تو بتاؤ ہے تعجب کا تھا	انکا کننا کہ اگر راست تھا ہے کلام
جاننا بھی نہیں لپٹا تو کوئی شہر میں نام	حسن میں نیکے ہیں شہرے صفت ماہ نام
سیکڑوں دیکھنے کو عاشق بدنام	ایسے ہوتے ہم اگر نامہ و ریغام آتے

کس نہ دیکھانے کبھی گھڑی نکلتے ہیں	ہنشینوں کی یہ تقریر کہ ہو عفو قصور
آج تک پردہ نشین آپ میں چشم بادلو	نظر میں روزن ہو تو باہر ہو عیان شمع نور
اگے باز زمین یوسف تو خریدار میں	ہوں سچا سے جو آگاہ تو بیا آئین
روے خورشید ہوئی پردہ تو ذرے میں عیان	چاند نکلے تو اُسے دیکھ لے کر سہم کو کائن
بلبلین خندہ گل دیکھیں تو ہوں گن گن	شمع روشن ہو تو روانی ہوں سپر بران
ابریدانین طاووس ہو قصان کیو کر	عشق تیری کو ہوئی سر گلستان کیو کر
چاہیے جنبش شرکان سی صغیر ان بریم	طوف کیا ہے ہا جس تک تو خواہان عالم
گر پڑی چادہ دقن میں کوئی ہو کر بے دم	تو خود تھے جائے کر کوئی سے ملک عدم
شہرت ہو تواسی جب گنتی میں ہو جاگلے	آئین ابرو سے تہ خنجر خونخوار گلے
بے معلوم ہوا اب کہ یہ سچی ہے خبر	منزل یہ باتیں طبیعت میں جازنگ اثر
تو ہی سے سلو ہم یہ مرین اہل نظر	دیکھو اب ہم بھی کھاتی ہیں کچھ ایسے جو
چھوڑ کر انکو پھرین گرد مائے عشق	آج کو چچہ میں ہماری رہیں رسی عشق

نسخہ کرنے لگا ایجا صاحب کیا کیا	جم کیا رنگ ہوے شاد صاحب کیا کیا
کیا کرنے لگے کیا صاحب کیا کیا	ہوے نیرنگ میں استاد صاحب کیا کیا
صبح پیدا جو ہوئی اد کا پیغام آیا	کسی عاشق کا خط شوق شرم آیا
آشنائی سے ہم اندوہ مارے گزرے	صد مجھ جس وقت بہت دل پہ ہمار گزرے
گنبد حریج و نالوں کو خسرے گئے	خار دن اور بھی جہے کی کناری گزرے
جی میں آیا کہ چلے جائیے صحر کی طر	سیل خاطر کہ ہوا جوش سود کی طر
حادثہ ہم یہ یہی گردش قسمت سی پڑا	بی تکلف تھی جو اجاب کئی دن سے کہا
ہم تو مزہ بن مگر کچھ نہیں اس کو پڑا	کہ وہ محبوب سو جان سی تھا ہم یہ فدا
کاسٹہم تو گلا پاس جو خنج ہو تا	بوسل کیا نہیں نظارہ میسر ہو تا
آپ ہی میں جو نہ ہو سکو صیحت و فصول	صبر کو میا اگر دل نہیں کرنا ہے قبول
نہیں ممکن نہیں ممکن کہ ہوا بات کو طول	یہ اگر چاہی ہی اس بت سے صفائی حصول
کھیل مستی کا بگاڑ میں ہی بن پڑتا	دل اور ہوتا ہی ہر بات میں بن پڑتا

بدلے اشکون کی ہر ایک چشم ہی برفروشا	یہ حکایت جو سنی سچ میں آنی اجاب
جسپہ پروانہ ہی تو وقف ہی وہ حسن ثنبا	آمین بھر بھر کی کہا سب نے کہ اوخانہ خرا
شمع کس زبر میں ہے چاند ساز حسنا	موج کس بحر کی دہہ کامل خوارین
آپ ہی جہت جو عیش کا سامان کیا	یہ نسل کیا نہیں سمجھ کہ جی ہی تو جہان
اُسکو کچھ دھیان نہیں جہن ہی ہر فردہاں	تکو یہ سچ یہ اندوہی یہ کاش جان
ایسے ہر جائی ہی کچھ لطف ملاقات نہیں	ترک الفت جو محبت ہو تو کچھ بات نہیں
دیرہ ہی یا یہ تنیدہ دی یقین ہی کہ گن	میں ڈانسی یہ کہنا تم جو یہ کرتے ہو بیا
ہنیں آناری کسی طرح یقین لیکن ہاں	اپنے نزدیک تو ایسا نہیں رہا جان
ہمکو اٹھوں سے دکھا دو جو کچھ ہی جانیں	شمع محفل میں نظر آئے اجی تو جانیں
چہرہ شاید مقصود سے اٹھ جائی نقاب	اسی کچھ بات ہو جہت ہی ہو رفع حجاب
متردد ہوے اس بات کو سن کر اجاب	دیکھ لین انکھ سے ہم بھی تو یہی عین صواب
ایک صاحب نے کہا اُٹھیں کہ ان دیکھا	ایک ہی ایک یہ بولا کہ کہاں دیکھا

ایک ن اے مے گھر یہ ملکر شام	میں تو خاموش ہوا ہو گئی صحبت ہ تمام
دیکھے سیر کہ ہیں جمع بہت گل اندام	دی صدا آئیے چلیے کہ ہی غلبت کا تمام
نور کی بزم ہی سب تم نشین ہوئے کہ ہیں	خبر جو شبنم میں نزدیک کے اور دیکھیں
میں تو ساتھ ان کی چلا وہ میری ہمراہ چلے	میں چلا ساتھ میری سارے ہوا خواہ چلے
تذکری میری اشکو کی طرح گاہ چلے	کے سب کرتے ہوئے سیر شبانہ چلے
یہ زمین حلقے میں انسی کوئی آگاہ نہ ہو	وہ بیان کبھی جب تک کہ کوئی راہ نہ ہو
جسکو دیوان فلک کیسے دیوان دکھیا	اغرض ہو چنچ جو ان نور کا سامان دکھیا
آنکھ حوروں پر پڑی رُخسوان دکھیا	گل نظر آئے تماشائے گلستان دکھیا
ہر جگہ نور عیان چادر ہنسنا دکھیا	فرش تادو خرو طلسم خواب دکھیا
جھاڑ فائوس ہان تک شہارہ شامین	پاندنی پھیلی ہوئی بیٹھے ہوئے ہا چین
ایک شہزادہ آفاق دیوان صدر نشین	شک و غبر سہر ہوئی محفل کی زمین
پاس ہنسنا کے دو زمین تارے دیکھے	شہزادے کئی مسند گئی دیکھے

چلنیں نور کی چھوٹی تھیں دروغین آیا	انہیں تھی ایسے حسین جن بے نقاب تھا شباب
صاف چلن سے عیان ہو رہا بوس کی آ	بزم ہلکی ہوئی خوشبو کی کچھری تھی نکلا
نہت نف ساشک نشان ہوئی تھی	شک کی بو کوئی پردہ پوشا ہوئی تھی
چلنوں کی کئی سیکی تھی سائی معلوم	رفتہ رفتہ یہ بندھا رنگ کہ چلے مقصوم
سانسے ہو رنگ قص و غنا کی جب ہوم	چار جا تے ہوا اہل تماشا کا ہجوم
الغرض ہم بھی بڑی بریں آسن چلنے	مجمع عام میں چلن کی قرین جا پہنچے
سب کی نظر تھی نہان باغ میں طرح سی	فاش پردہ نہ کہیں ہو یہ بچا یا پہلو
آنکھ چلن کی طرف سے نہ ہٹی پر سر	خوب کھا تو ہوئی نخل تنہا کی بنو
دور کی اس رخ روشن کی جھلک سی	ہنسے میں گوہر دندان کی چمک سی
ایک نقال کی اس وقت جو کی نقل عجیب	فقہار کے چلن میں نہایت عجیب
پہونچی اس شوخ کی آواز جو کانوں کی تر	ہو گیا دل کو تعین ہی دی ہو فی الضیب
کان ہنسے میں جو آواز کو چچا گئے	وہی نور شیدہ اس بریں ہم جان گئے

<p> بولوا احباب کیو اب تو نہیں جھوٹ بھری لوجیو اب کہ ٹھہرنا نہیں اس جا بہتر شوق کچھ سیر و تماشا کا نہیں چلیے کیا کہیں حال کہ کس طرح وہاں سے آئے بیخبر جوش غم و درد نہان سے آئے آتے ہی بستر اندوہ پہ بہوش ہوئے بچھلی شے جو ہو ہوش کیا دہن خیال آگے آنکھوں کو اندھیرا تھا کہ غصہ تھا کمال دھیان تھا جسم میں جان ہی اکیو جا غم سی دل بیٹھ گیا تن پہ بکھری ہو گئے مو تھا یہ نزدیک کٹی تیغ گریبان سے گلو طرفہ نیزنگ تلون بہن دکھلا تا تھا </p>	<p> جو کہا ہم فی وہ آیا تھیں آنکھوں سے نظر حال کھل جائیگا پہچان گیا کوئی اگر کام ہی کام ہی مطلب ہی مطلب چلیے شکل آدم بے صدا فستوں جہان سے آئے کچھ نہ معلوم ہوا پھر کے کہاں سے آئے ہوش چلتے رہے تصویر سخاوت ہوئے صبح کو گرم ہی اب معرکہ جنگ جدال بیوفائی کا کبھی غم کبھی فرقت کا ملال صبح کی ہوتی ہی جو کچھ کہی ہونا ہو جا ہر بن مو سے ہوئی نشتر ایدہ کی نو یہ چڑھا غصہ کہ آنکھوں میں اترا آیا ایک ناک آتا تھا خرابہ اک حاتھا </p>
--	--

صبح کی وقت ہوا چہرہ خورشید جلال	مستقل اور بھی سنی میں ہوا داغ ملا
غیرت عشق کا ہر بار یہ تھا دل سخیال	قابل ربط نہیں دیکھ چکی آنکھ حال
الکھ خلوت میں بلانے کو بلایا اس کو	پاس لے نہ دیا دور ٹھایا اس کو
دلین اپنی وہ رکا جائے ہے ہوش جو ہے	قطع امید محبت کی دکھایا یاس
ہم نے اس دم یہ کہا تمکو عبت ہی دسوں	وجہی اسکی طبیعت جو ہماری ہی دسوں
ابر غم خاطر ناشاد یہ جو چھایا ہے	ایک احوال گذشتہ ہمیں یاد آیا ہے
ہوئی شتاق لگا کہنے وہ غار گر جان	کون پر درد وہ قصہ کہ کو کچھ تو بیان
راز دل دوست سے کرتے نہیں کیا دیو عیان	دل بھلا جو ہی مینا یہ ہیں تاک بیان
مدتوں عشق کیا قصہ ہم بھی تو سنیں	کیسی کہیے وہ خدا کے لیے ہم بھی تو سنیں
تنگ ہو کر یہ کہا ہم نے کہ کیا خاک کہیں	کچھ جو رفتی تھیں یادہ ناک کہیں
تم یہ خواہاں ہو کہ حال اصد جا کہیں	ہم یہ کہتے ہیں کہ کیا گردش آفاق کہیں
یہی مضمی ہی تو اوسوز جگر کہتے ہیں	گو کہ کہنے کا نہیں حال مگر کہتے ہیں

ایک ساعت بھی سر نہ تھانہ وہ پہلو	بیشتر مہم اوقات تھی اک نہ رو
گرد و خرابی کرتے تھے ہم گیسو سے	اسے نیکر کیا تھا یہ ہمیں جا دو
دل لٹھیا جاتا تھا ہر تپ گیسو کی طرف	صفت قبلہ نما آنکھ تھی ابرو کی طرف
کیا خوش اسلوب یہ محبوب فاکیش ملا	خیر تھا خوب یہ محبوب فاکیش ملا
خوب محبوب یہ محبوب فاکیش ملا	دل کو مرغوبیت محبوب و فاکیش ملا
آنکھوں سے یہ زمانے کی خبر دار نہیں	وضع سادہ ہی کلفت سے سر کا نہیں
شرمگین چہرہ عرق ریز کمان غیر کا دخل	اپنے سائے سے بھی پرہیز کمان غیر کا دخل
ہم تھی اور زلف لال ویز کمان غیر کا دخل	اگر میں نہ ہوا تیر کمان غیر کا دخل
گل و بلبل کے سوا سبزہ بیکار نہ تھا	دائر غیر در گلشن کا شانہ نہ تھا
ایک محفل میں جو آل و رنگے ہم وہاں	ہم جو کچھ تھی حقیقت میں غلط تھا وہاں
چلین کچھ کہیں کہیں اس میں حیدان چلن	کئی شہزادی تھی وہاں زریبہ صدکان
اسی بے پردہ کو اس بے پردہ اندر رکھا	جاکر جب غور سی جلین کے برابر رکھا

یار کو صحبت اغیار میں پایا ہم نے	مثل یوسف اُسے بازار میں پایا ہم نے
لالہ سان لالہ چین زار میں پایا ہم نے	فرق مطلق نہ گل و خار میں پایا ہم نے
مکر و باہ سراسر نظر آیا ہو	خواب خرگوش سی قسمت نے جگایا ہو
ایسی نفرت ہوئی دیکھی جو بڑائی ہو سکی	کہ گوارا ہوئی ہر طرح جدائی اسکی
پھر نہ پہلو میں بٹھایا نہ اٹھائی اسکی	ملگنی خاک میں سب جلوہ نہائی اسکی
کبھی اس کعبہ ابرو میں نہا جانے کی	عید کی روز بھی پھر اس سے ملاقات نہ کی
یہ حکایت جو کہی ہم نے تو وہ غیرت ماہ	ایک ہشیار تھا سمجھا کہ یہ کچھ اور ہے ماہ
رک رہا پہلے تو پھر منسکے کما او سنی کہ وہ	کیا تہمین کی بات تو نہیں ہیں ماشاء اللہ
برگمانی ہوئی کچھ قدر نہ جانی میری	خوب سمجھا میں کہی تم نے کہانی میری
تینا سوقت سنایا جو فسانہ سچ ہے	سیرمان ایک اس نیرم میں جاننا سچ ہے
سچے حلقین کرد بان بیکو بھی پایا سچ ہے	چھوٹ پر چھوٹ ہی سچ میں نہ بھی پایا سچ ہے
چشمہ صامیہ لوت خوش خاناک تین	ایک دن میں جو انسان کا تو کچھ ہار نہیں

لو سنو ضامنین اب کوئی پردی کا مقام	جھوٹی باتوں کا بنانا کچھ ٹی کا ہی کام
وہ مرا گھر ہی جہاں آپ گئی تھے شام	سیرے بھائی تھو وہ شہزادے ہی است کام
زحل بگانی کا اس گھر میں کبھی رہتا تھا	سنگانی ہی بگانی تھی کوئی اور نہ تھا
ایک بیک پکی قسمت جو ہوئی تھی یاو	دفعہ تخت ودا ترا تھا اب بام اگر
اس سب سے تھیں معلوم نہ تھا میر گھر	بھائیوں سے میرے اقص تھی نہ ہنوں کبیر
میری ہنوں سی منورہ پر بچا رہتا تھا	بھائیوں سے میرے آباد وہ کا شایہ تھا
سالہا سال نیائی جو عزیزوں کی خبر	خون فی جوش یہ مارا کہ ہوا دل مضطر
چاہتی آپ سی دور روز کی صحت بھی گر	تم یہ کہتے کہ نہیں ہجر گوارا دم بھر
پانوں گھر کی سی جانب بھانے دیتی	جاہتی لاکھ کسی طرح نہ جانی دیتے
تا بقدر بہت دل کو سنبھا لاہم نے	اقربا ہکو بلایا کیے ٹالا اہم نے
گھر سی باذن قدم اب جو نکالاہم نے	ہین نجل سر کو گریبان میں ڈالاہم نے
آپ سچ کہتی ہیں اتنی تو گنگا میں ہم	دیکھ تعزیر ہمیں اسکی سزا دار میں ہم

<p>خوب تحقیق کیا اُسکو تو تھارست کلام وہی بھائی وہی بہنیں وہی کنبہ تھام</p>	<p>اُسکے کہنے ہی ہو سخت خیر کا مقام اُقربا تھے وہی اُس شوخ کو سب نام بنام</p>
<p>سخت غر مندہ تھاک سیل زار ہوا بد گمانی فقط اپنی تھی بچشم انصاف</p>	<p>حال عالی نسب کا جو نووار ہوا ڈالکر ہاتھ گلے میں یہ کہا جرم معاف</p>
<p>پھر ہی ہم ہیں ہی تم ہو ہی طہیت صفا</p>	<p>کوئی بہکائی نہیں جلتی کی اب اہ حلال</p>
<p>بس امیر لگے نہ بڑھ ختم سخن کر خاموش</p>	
<p>ہو گئی صلح لڑا خوب مقدم خاموش</p>	
<div data-bbox="362 778 642 1077" data-label="Image"> </div>	



الامان خاطرناشاد پریشان پھر ہے	الحذر جو شہ جنون سلسلہ جنیان پھر ہے
جادو دشت مرا جاگ گریان پھر ہے	مرا مٹی ادنیٰ حشت مرا دامان پھر ہے
پس تقدیر کا ہے طوق گلو گریں مجھے	سوج اشکون کی نظر آتی ہی زنجیر مجھے
خفقان ہوتا ہی گلشت گلستان ہی مجھے	ننگ بون شہر ہی الفت ہے بیان ہی مجھے
طوق وحشت زنجیر یا ہی گریان ہی مجھے	ایسے کپڑے نہیں کم خاں زندان ہی مجھے
جسم لاغر میں گین جتنی ہیں زنجیر میں ہیں	حلقے آنکھوں کی نہیں ضعف کی تصویر ہیں
کشتی خنجر تک کشتی طوفانی ہے	شدت گریہ اشکون کی فراوانی ہے
آہ پردہ و دک زنجیر پریشانی ہے	شوق لستقد سلسلہ جنیان ہی ہے
شور مالون کا سنہ رع کلچا پھٹا	تبع افغان جو کھینچے شہر ہی بجلی کھٹا

روح مجنون کی گریزان سی سرائی نشو	دل کی وحشت ہی بیاتنگ کہ ہی صحر مہو
نالہ کش لائین بیونکای سرائی نشو	شور زنجیری ہے چار طرف شور نشو
مردے قبر زمین یہ چلا قیامت کی	لب پیراہنی اگر خلق پر آفت کی
تور کو ار جاتی ہیں طار بھی میں جاتا ہوں	ابتو پیری نمایان ہیں وحشت کی اثر
راہی خار تک اوڑنگے ناگن میں کر	نہیں خلف مرغی رستے فقط جن بشر
پڑھکی نام پنا جہر ٹھو میں کوئی ہو جا	دلکھے وحشت تو رسیدہ بھی آہو ہو جا
جہان وہ مورد آفت کہ الہی توبہ	ولسین وہ درد کی شدت کہ الہی توبہ
دم کار کنا وہ قیامت کہ الہی توبہ	خچ پہ زردی کی وہ صورت کہ الہی توبہ
تور آنکھو نہیں نہیں دیکھیکہ کیا ہوتا	دل لگانا حق انسان میں برا ہوتا
جسمین بنانی ہو وہ بات میں کر جا	کل گاہی ذکر کہ سوالی میں در تا تھا
بھونک کر وادی وحشت میں قدم در تھا	وہ کی کام نہ تھا ضبط کا دم بھرتا تھا
ہاتھ کو ربط تھا چاک گسیان سوجھی	آتشا پاؤں تھی خار میلا ان سوجھی

کلب دہی سی ہری سی عیان تھی آگے	طیش قلب سے کشکے بان بھی آگے
بیکسی کن سون منس جان تھی آگے	اب جو حالت ہے مری دلکی کہان بھی آگے
الہ گرم نہ تھا لپ دم سرد نہ تھا	نغم نہ تھا رنج نہ تھا کوف نہ تھی دہنہ
رج کی نام سی واقف تھا میں خستہ جگر	کس لغت سی مری ہوتی تھی اوقات سیر
چھی را تو کو کہتے تھے ہنس می دن بھر	اب یہ سی حال کہ اپنی بھی نہیں مجھ کو خبر
اگر الفت نہ تھی فراغ دکھائے لاکھوں	ایک جاہت نہ کہتوں مجھ کو جھٹکا لاکھوں
چاک لادہ پا پو ہی ایمان اب ہے	طوق آہن سی گران طوق گریبان ہے
بہر متوجہ مرادیدہ گریان اب ہے	آگے قطرہ تھا یل عشق میں طوفان ہے
عوصلہ لکھو کوئی ابر کے شربانے کا	دولہنا لون کو سی برق کی شربانے کا
نئے کیا ادلی لدان فی چنپیا مجھ کو	میں نے کیا اسکا لیا تھا کہ تیا مجھ کو
نہ شام تھا عبت اس نے شایا مجھ کو	ابھی اتنا نہ ہنسا تھا کہ رولا مجھ کو
نوجوانی میں دل زار نے برباد کیا	شاد رہنے کے دن تھے مجھے مٹا کیا

اُسکے کہنی میں نہ آتا تھا میں چوکا چوکا	اُل جانا تھا اڑانا تھا میں چوکا چوکا
غول کو راہ تینا تھا میں چوکا چوکا	دل کسی سی نہ لگانا تھا میں چوکا چوکا
اور کیا کام ہو آپ کو ناکام کیا	بہرون رہتا ہی تصور کہ یہ کیا کیا کیا
آہ کیا جانے کیا یہ دل شید ابھھا	تھی کجی اس کی کہ اس راہ کو تھابھھا
آنکھیں بھونٹی تھیں کہ اس چاہ کو سمجھا	میں تو سمجھا آتا تھا لیکن نہ یہ اندھ سمجھا
اگر چاہا زرخندان میں ڈبو یا مجھ کو	دو جہان سی ہی کم ظرفی کیو مجھ کو
قیدی گیسوی خمدار نہ ہونا تھا مجھے	زرگسی حشیم کا بیمار نہ ہونا تھا مجھے
عذیب گل رخسار نہ ہونا تھا مجھے	قمری سر و قد یار نہ ہونا تھا مجھے
نسل گلبن ہیں عیان ہر رنگ پی سی کا	اپنی حقین کوئی بوتا نہیں ایسی کاٹے
اب تو آفت میں پھنسا خیر جو ہونا تھا ہوا	کو بہ عشق کجا منزل آرام کجا
ہی جنون جوش و پخت کی تھی ہی سوا	خیر ہو خیر ہو دیکھو کہ ہی تقدیر میں
عکس مگر اتنی گھبرا کے اب آئینہ سی	کوئی مٹنے لگی جاتا ہی یہ دل سینہ سی

ایس حالت میں میں حیران ہو کر کھڑا ہوا	گلہ نہ بخت کردن یا میں فلک کا شکوہ
یہ تو سب ایک طرف ایک جے محبوب ملا	نہ مدارات نہ الفت نہ محبت نہ وفا
غم نہ ہوتا جو کبھی وصل کا سامان ہوتا	منہ نہ اپنا وہ چھپا تازہ میں عیان ہوتا
کیا کروں راہ یہ کس اہی لاؤں اسکو	کس دوش کو چھت کا جھنکاؤں اسکو
کہیں ملتا نہیں جو درو ساؤں اسکو	زخم دل چیر کی سینی کو دکھاؤں اسکو
دل شکستہ ہی طلب وصل کی لا حاصل	شیشہ ٹوٹا ہی تو تخیل پر ہی شکل ہے
کون ہمدرد ہی ایسا کہ وہاں تک جاؤ	جس طرح ہوا ہی سمجھا کی بیان تک آئے
نامہ لکھوں تو نظر اور ہی عالم آئے	جسکو جانی کو کہوں، راہ مجھے بتلاؤ
برخ ہو ہی حرکت توئی مہر پر کی طرح	چھپے چاہا ہین قاصد بھی تو کی طرح
ایک کیسے ہی دھیان ہین کئی ہی مگر	بیٹھے چھپ کے کسی روز سر راہ گذر
دو دو کر تھلے میٹھاسن کو جو آجائے نظر	جتنے شکوی ہین وہ سب کبھی ہی بخوف و خطر
ہم پر اپنی مٹھا ہو، وہ چھکی یا رک جاؤ	دور ہو روز کا فتنہ کہیں جھگڑا جیگا

بھڑا عیار کی ہی بیٹھے ہیں وہ کمری پر	تھا اسی فکر میں غریق کہ پہنچی یہ خبر
لیچاواں دل بیتاب مجھے دوا کر	بہوش غیرت سے رہا پھر تونہ قابو میں جگر
منسلک ہو کہ بڑے چاہنے والی آئے	کمان میں دور سی جسد مری نالی آئی
پھیر کر منہ کو وہ بولا کہ کیا کس نے طلب	چڑھ گیا بام پین بھی نہ رہا پاس ادب
جی کرڈا کر کے کہا میں نی کہ تاج غضب	نہ ہی تاب ہو سخت مجھ پر پنج و قب
سخن سخت، مری دل کی لیے پتھری	طنج نازک کومری چین چین خنجر ہی
احتلاط ایہ لگا کہنے کہ آنکھ لگے سر	ہو گیا نرم ٹوٹے دیکھ کے میرے تیور
کوچہ گردی میں جاتی ہی طبیعت مگر	برسون آنکھ تھاری تین آتی ہی نظر
واہ وا وضع نی شغل نی کام نئے	اب تو ہیں نام نہارے سحر و شام نئی
ہی الزام کی صورت سے تو سبیدی کا سلام	جلے میں بی کیا واہی لٹے الزام
کس سی بدنام ہی دنیا میں محبت کا نام	منہ گریبان میں ڈالو تھرا ای گلفا
راستی تم میں نہیں لٹتی میں الزام مجھ	آپ بدنام ہو تم کرتے ہو بدنام مجھ

خام بچھا تھا تھیں تم ہو بڑے ہی بچے	مجھے کہتی ہو کہان آج کدھر آنکھ
انھیں باتوں سے تو میں ہار گیا تم جیتے	انھیں چالوں سے تو صدمہ مر چھوٹی چھک
بس بہت بڑھ چلو سوچو تو پی جی بنا	رات بھر میری گند جاتی ہے کچھ سی مین
کھیلتا ہوں سحر و شام میں مچھلی شکا	سیر صیادی کی ہے مردم آبی میں بکا
آبی پوشاک پنتا ہوں میں پیش انیا	میں ہی اڑو انا ہوں میڈی ڈیبا ہر
سیر دریا کو شب ماہ میں جانا ہوا	سیر نے کو صفت موج میں لہرا ہوا
سن تو ای مایہ آرام دل جان جان	ناز و انداز میں تھی تھک کو تیز لہکیان
میں معشوق کیا لاکھ ہوئی حسن عیان	اب جو محبوب ہوا اور ہی لاکھ اور زبان
مجھ تین ک ہو میں لطف طاقت میں	بات میں بات جو سید ہوئی روایات میں
یاد ایام کثوفی کا یہ انداز نہ تھا	غمزہ خوریز نہ تھا ہوش رہا باز نہ تھا
قاتل انداز نگاہ غلط انداز نہ تھا	برق جاسنوز ترا شعلہ آواز نہ تھا
ایسی کب گرمی بازار رہا کرتی تھی	بھٹیر کس دل میں دیدار رہا کرتی تھی

کسی ناکام کو کب دوزبان تھا تا نام	اگلی کب حسن خدا داد کا تھا شہرہ تمام
کب ہی حالت تھے عشاق ہی صلیت کے مقام	چھپ کے آتی تھی کب غیار کے پیغام سلام
دولیان کب ہی کو جو دین دھرم ہی تھیں	گنڈیان کا ہیکہ یوں گھر میں ہی تھیں
تھانہ یہ علم کہ کیا چیز ہے بندہ بالا	بھیجتا تھا کوئی موتی کا نہ مست کو بالا
چڑھتے تھے نام ہی زبور کے حضور والا	بول یا زیب کی جھنجکاسی کب تھا بالا
بولین عطر کی آتی تھیں غلوت میں آوا	فتنہ پرداز نہ تھی کبھی گھات میں لین
ایک تھی ہم ہی ملاقات کوئی اور نہ تھا	صحبتیں ہی تھیں بنات کوئی اور نہ تھا
تھے ہمیں قبلہ حاجات کوئی اور نہ تھا	قابل حرف و حکایات کوئی اور نہ تھا
کمال کا تھی نہ تری سایہ کیسوں میں کجا	سنگ اسو تھا نزل اکبر میں کبھی
خزینہ ل میں یون گ نکا آتی تھی	گل ہنار کی کب بے نشان تھی
عشق کا نام جو سنتے تھے حیات تھی	دل بیمار کی کب تم کو دوا آتی تھی
اب پری ہو گئی ایجان کبھی جو تھی تر	جیتے ہی ہاتھ نہ آتی تھے بہت دور تھے

یون نما ہوئی نگہ نہ تھیں آتا تھا	بگڑے رتی تھے سنو زمانہ تھیں آتا تھا
سکلی ہر بات پہ بھڑنا تھیں آتا تھا	وعدی کر کے مکرنا تھیں آتا تھا
یون چھائی تھے نہ عشاق کو دل کا طبع	چاک سینوں میں نہ تھی جاگ ریاں طبع
اہل نظر کبھی جمع سراہ نہ تھے	ساکن بر دھرم بندہ درگاہ نہ تھے
بالے کا نوین بھڑی باؤں میں ای ماہ تھے	کان آوازہ خفاں سے آگاہ نہ تھے
کبھی سنتی تھی نہ باہر سے تری ہم آواز	چھا گلون کی کھلی آتی تھی نہ چھیم چھیم آواز
سہمی آتی تھی پیشانی پہ انسان کے	انگلی کب ہتی تھی یون زیر خدان کے
عسکرب ملتے تھے ای فتنہ دوران کے	مجلسین لگ سی سی تھیں نہ حیران کے
اکثری طرح نہ بھولو نہیں ہی کرتے تھے	بند محرم کے نہ یون چست کی جاتی تھی
کے میل میں لہان چلتے تھے	وہاں عشاق نہ تھوڑے تلے ملتے تھے
نور کے سانچے میں فقرے نہ کبھی ٹھلے تھے	کب نف شعلہ آواز سے دل جلنے لگے
کب بان یون مگفتا چلا کرتی تھی	چال پر روز نہ تھوڑا چلا کرتی تھی

یہ گران تملو گدڑا تھا کہ گھبراتے تھے	بھاری پوشاک اگر ہم کبھی پہناتے تھے
آئینہ سامنے آتا تھا تو شرماتے تھے	سر جو گوندھو اتنی تھو تم سیکڑوں بل کھاؤ تھی
نورتن ایسی نہ تھے خالق اکبر کی قسم	شانہ بیگانہ لیسو تھا اسی سر کی قسم
ہاتھ میں نارس رہتی تھی نہ بھولنے کی چھری	جھوٹوں سی نہ لگاتی تھے کہ تھی شرم بڑی
آٹھا آٹھا آنسو رولاتی تھی موتی کی زری	عاشقوں سے کڑے مانوں کی کرتی تھی کڑی
کب نصیری کوئی یون عشق علی بند تھا	انام الفت نہ سیکے دل خرسند میں تھا
بارہ تھی سر می کی یون تیغ نظر کرکدن	آنکھیں صلیب کی ملی رہتی تھیں شر کرکدن
یون بلا آتی تھی دیوانوں کی سر کرکدن	زلف جھوٹی ہوئی رہتی تھی کرکدن
نیچی نظریں جھکاتی تھیں گن گن کرکدن	اوپنی چوٹی نہ پھیناتی تھی کسی ہفتوں کو
نفلین تم جھانکنے لگتے تھے ادھر اُدھر	تھام لیتا تھا کوئی ہاتھ سہراہ اگر
جھپٹتے تھے تم ایسے کہ جھکالیتے تھے سر	کوئی کستا تھا جو آوازہ سہراہ گد
اپنے سامنے ہی تم آپ جھپکاتے تھی	پاس آتا تھا جو کوئی تو سرک جاتے تھی

دل لگی کا نہ سلیقہ مرچاں تھا تم کو	کثرت بزم طرب سی خفقان تھا تم کو
اسی نہ دیکھنے کا شوق کہاں تھا تم کو	عکس پر دیکھنے کی کا گمان تھا تم کو
شرم کی سب سے تم راہ لہا لیتے تھے	آر سی دیکھ کے چہرہ بوجھیا لیتے تھے
دوستی صاف تھی یہاں تھو نہ دشمن ایسے	پیش ازین صاف کون سی تھی بطن ایسے
برہم خضر میں تھی کاہیکو بہرن ایسے	تم تھے عیار نہ مکار نہ پرہیز ایسے
صبح پر جو حسین تھی سب غم کون	عید کی بھیس میں آتا تھا حرم کون
جو سنا تھا کڑی آپ سب سنتے تھے	سوچتا تھا نہ جواب ایک کا چپ بستی تھے
وقت تقریر نہ دریا کی طرح بہتے تھے	ہوش میں آؤ عیشاق سو کہتے تھے
اگر باتوں میں کرامات نہ تم کرتے تھے	باغی لکے کبھی بات نہ تم کرتے تھے
شکل مفاوضہ طراز زبان تھی آگے	یہ بہار گل خسار کہاں تھی آگے
جنس حسن آگے اپنی گراں تھی آگے	اتنی اونچی تو تھا رانی دکان تھی آگے
زلف شبنم پہ تھا کاہیکو ترا کوئی	موس لیتا تھا نہ سیرج کی سوا کوئی

ترک غمزہ تھانہ میخ ہم کا مادہ جنگ	بیشتر اس سے تھی کاہیکو جوانی کی تنگ
شب تاب بین بھپتانہ تھا اٹھی یہ لپٹ	پھول سر چڑی جاتی تھے کب لگا رنگ
سجی کرتی تھی نہ انجم تری در کبھی	لالہ منات تھا چہرہ روشن یہ بھی
تیر فرگانہ کسی سینی پہ چلتے تھے کن	دل تری شعلہ خسار سی چلتے تھے کن
مارگیو سیدہ زہرا لگتے تھے کن	مودی اس طرح تری دین پتی تھے کن
چوٹی اس طرح ہی کب بیٹھ یہ لڑتی تھی	کسکو ڈانگنی کی طرح ڈیر جاتی تھی
ایسی چھیر لہی رکاوٹ کو اگی کب بھی	یہ سیٹ یہ بناوٹ کو اگی کب بھی
سبے باتو خین لگاوٹ کو اگی کب بھی	ایسی سترہ کی گھلاوٹ کو اگی کب بھی
اتنی بل کرتی تھی تم توری پڑھا کر کن	چلتے تھی پانچے تھوین اٹھا کر کن
غیر کا منہ تھا تری گالوں پہ ڈالتا تھا	شاخ بی ربی طرح کرومیں کھاتا تھا
اپنی بھاتی پتری آگے اگر لاتا تھا	اس کنائی سی یہ جلتا کہ پچھلاتا تھا
محرم راز جوہرین آج وہ نامحرم تھے	چمن حسن خدا داد کے گلچین ہم تھے

ایہ تھا رنگ کہ جاتا تھا اگر سوی چین	آنکھ نرگس سی چراتا تھا تو ای غنیمت
چھوٹی تھی نکست گلشن بھی جو تیرا دین	صاف آجاتی تھی پیشانی روشن چین
دم گلشت جو لگتی تھی ہر گلشن کی	بیکلی ہوتی تھی کلینچہ تری دین کی
یہ عالم سی کہ بی پردہ ہو لے ماہ تمام	جمع ہیں لوگ چکروں کی طرح گردہ ام
طرف تری یہ کہ آنکھ نہیں نہیں شرم کا نام	انقلاب فلک سفلہ ہے عبرت کا مقام
دیکھی کہ ہیں ترستے جو بھی مکتے تھے	گھوٹی ہیں وہ جو آنکھیں ملا سکے تھے
جان جان تم یہ بھر دسا مجھ کیا کیا کچھ تھا	ورنہ دل کیوں بھین تیا۔ مجھ کو کچھ تھا
او کچھ مل گیا۔ اندسی مانگا کچھ تھا	نکلے تم اور ہی کچھ ہے میں سمجھا کچھ تھا
سادہ سمجھا تھا بھین ایک ہی فین بچل	دوست جانا تھا بھین جان کی دشمن بچل
آفرین آکو۔ ای یار ہی زیبا ہے	کیون تو ترکہ تنگاری ہی زیبا ہے
دور ہم باس معن اغیار ہی زیبا ہے	ہم سی انکار ا دھرا قرار ہی زیبا ہے
بی سب چین بچین شرم ہی ہتی ہو چو شرم	طرہ یہی کہ جو میں کچھ کون کستی ہو چو شرم

قدرت اللہ کی ہم دور کھڑے رہیں	بیٹھ سکتے نہیں مجبور کھڑے رہیں
غیر آگے تے ای جو کھڑے رہیں	زربے صاحب عقد و کھڑے رہیں
وصلت پہ ترا ای بت خود کام	ہم تو میں عاشق مفلس ہمیں کیا کام
اب خاطر وہ خوشامدہ مدارات نہیں	دل لگی اپنی تھی حیات میں مہبات نہیں
خود بخود رک ہی کچھ حرف حکایات نہیں	خیر اب ہو کبھی منظور ملاقات نہیں
اب جو بہتری بھی بہتر تو بدتر کھین	نکے سونے کی اگر آؤ تو تھپتھپ نہیں
ہم بھی راضی ہیں مدارات کرو یا نہ کرو	بولو یا چپ ہو کچھ بات کرو یا نہ کرو
گاہ بیگاہ ملاقات کرو یا نہ کرو	ایک ہے حرف حکایات کرو یا نہ کرو
گلہ ہو بھی نہیں ترک فاکا، اچھا!	خلق اللہ کی ہی ملک خدا کا، اچھا!
نہ وہ ہی چشم لطیف نہ محبت کی نگاہ	دل کو دل سی تھی سنی راہ و کوئی نہیں
اول عشق میں ہم سیہ سلوک کا واہ	ماجر اطر فی پہلی ہی غلطی اللہ
آنکھوں میں سیل طبعیت میں ذرا سیل نہیں	ان تلون میں جو نظر کی کوئیں سیل نہیں

کھیل اللہ کی قدرت کی ہیں ای لالہ غدار	دست اغیار میں گل دیکھے ہم کھائیں خار
خاک نہ ہو نہ کو نظر آئیگی جو بن کی بہا	چشم اغیار کمان اور کمان خیال
ہی مثل انگلی کپڑے ہوئے پونچا کپڑا	و تکیہ کر پئے ہی غیر نے پچھا کپڑا
اہل عزت کو گوارہ نہیں ہوتی ذلت	تکو نفرت ہی تو ہم کو بھی ہی تم ہی نفرت
واہ کیا خوب ذرا دیکھو تو اپنی صورت	کج ادائی جو یہی ہے نہ نبھے گی الفت
تالی اک ہاتھ سیکتی ہی کہیں عالم میں	ہم تو دین جان تماگ اپ ڈالیں میں
عالم آباد ہزاروں صنم زہرہ چین	لکھنؤ گونہ رہا لاکھوں میں نیا چین میں
قحط صوت کا مرقع میں کسی شکل نہیں	چلین سیکڑوں میں آنکھ کالی کی نہیں
سر سلامت ہے تو ہین سر کی خرید آہٹ	فقد دل ہی تو ہین یوسف سرباز آہٹ
تو یہ دودن کا ہی کیا چاہی صدر پھٹ	ہی اگر آپلاس حسن کی شہرت پہ گھٹ
کہ حسنانِ جہان کو ہی طاعت گھٹ	زینتِ تیا ہی بھی ہو جو محبت پہ گھٹ
جو حنبت سی پری قاف سیا تر کر آئے	دل سی الفت کا اگر حرف زبان بر آئے

قمر اختر سے تو غور شد قمر سے بہتر	موصوف سے ہی تو ہی لعل گہر سے بہتر
جن سے انسان تو حورین میں بشر سے بہتر	شاخ سے گل تو مہر ہے گل تر سے بہتر
خط ہی خسار پہ تو خطا پہ ہی طرد گیسو	اتل ہی فرگان سے تو یل سے دیا لالہ
بخ خداوند و عالم نہیں بکیت کوئی	صنعت پہ نہ مغرور ہوا انت کوئی
ابھی خالق کی خدائی میں نہیں کیا کوئی	نہ سمجھنا کہ نہیں خلق میں ہم سا کوئی
ایک سے ایک پر ہی کھینچی ہی تصویر	س مرقع کو عجب بخشی ہی تو پارسے
تسکے تر چھی ادا خوف خدا بھی کچھ ہی	کب تک جو روحا خوف خدا بھی کچھ ہی
بت بی مرد و فنا خوف خدا بھی کچھ ہی	بے سبب جو خوف خدا بھی کچھ ہی
ہم غریبوں کا بھی ہی پوچھنے والا کوئی	استحسان تیری طرف کیا نہیں اپنا کوئی
سیری سوزش کی غیر سے سازش کتب	سنگدل تجھ کو میری ساتھ یہ کاٹش کتب
جستجو میں تری کرتا ہوں گدش کتب	فکر و صلت میں ہی دکھو یہ کاٹش کتب
اور اگر ہو بھی تو میں طلب اسیر نہیں	خاک میں تری کیسیر کی تائیں نہیں

ہم بھی اب کتنی ہیں تنہا جو کیا ایسا گرم	لواجی جھلکے سنا تے ہیں بھین فخر اگر
ایسا معشوق نکالا ہی ایک گرا گرم	سُز ہوگی جو وہ پہلو میں کر گیا جا گرم
مثل خورشید جو تہنگ لکھا بھین	انقر صبح کی مانند چھپا بگا بھین
شکال انسان پری غیرت جو فغان	جانِ خوابانِ جہانِ مردِ چشمِ انسان
با وفا ہوشِ با شہر خرام آفتِ جان	گلبدنِ غیرتِ سرِ زنِ بمنِ غنیمتِ دہان
الچان بخش پہ سب اہلِ جانِ تریں	عسی بھی اسکی سچائی کا دم بھر تریں
حلقہٴ میمِ دہن کو دلِ ارمان کیسے	قد بالا کو بجا ہے الفِ جان کیسے
یائے گیسو کو لایے سراپا ران کیسے	لامِ ظلماتِ ہی وہ زلفِ پریشان کیسے
اُس طرح عاشقِ شیدا نہ ہمارا دل	کسے ملتا ہے وہ معشوق جو خود بالکل ہو
گزر اسکا جو کبھی جانبِ دریا ہو جا	جمع یہ مردمِ آبی ہوں کہ میلا ہو جا
کبھی تھانے میں آئے تو تاشا ہو جا	کعبہٴ سانِ خلق کا مسجدِ کلیسا ہو جا
برہن کھد کر گردن کو کھو واہو تین	بت بھی تھانی میں بل اٹھ کر لائے تین

جوش مضمون کا نہیں لکھو دریا کا جوش	دل میں اس وقت مضامین کا جوش
قتل ہوتی ہی ہوسخون تنہا کا جوش	سامعین جمع ہیں رایتا شا کا جوش
داررؤسی بہر جیم قرطاس ملک	حسن بریدہ باقی نہیں سلوک ملک
اسی شیرینی مضمون ہی کھٹا شیریں	حکاک نقاش ہمارا قلم نگین ہے
صاف بندش نہیں آئینہ فی زمیں ہے	کبر معنی ہے دولہن آج نیا آئین ہے
شع بن جالبے قلم نور کی تصویر کھینچے	طویل پر شجر طور کی تصویر کھینچے
ایکھنچا ہی محک حسن یہ کوئی خطار	شعر کہتے ہیں وہ مانگ ہی سلگ گھر
اکمکشان باشیہ جو میں آئی ہی نظر	یا خطرات میں جاری ہوئی نہر کوثر
اُسکے سر کی متم صبح شب کیو	شانہ کہنای زبان سی یہ نیا ہیلو
کشش شین شب لطف کا انداز صاف	ہیں عیاں حسن کی شیر کے جوہر شفا
زور قدرت سے دیا ہے قلم موں شگاف	دفتر حسن کی کات کے لکھوں کیا اوصاف
فاصلیہ میں رکھ کر خط تقدیر لکھا	واہ کیا صفو سیای سی یہ تصویر لکھا

آفت جان جو وہ گیسوی ساہن ہوں
دیکھ لو سلسلہ جور و جہاں دونوں

وام الفت کے ہیں آثارِ خضیں و نوین

اسکی بالونین ہیں اس طرح پروئے گوہر
رہ گئی یا شب گیسو متبسم ہو کر

چوئی میں نقرہ موباف عجب بیاہ

لو ذرا جہلم روشن بہ کرد پہلے نظر

کیا صفائی ہے کہ پانی ہی خجالت سی گہر

روح حسین تو اسے کیا یہ بیضا کیسے

مطلع ہر تجلی ہے حسین پر نور

زردی مارے خجالت کے رخ شعلہ بھوکو

اگل خود شید گلستانِ صبا ہے وہ چین

دل پھنسانی کے لی دام بلا ہیں دونوں

ایک صیاد ہیں ہر حید و دوا ہیں دونوں

دونوں عالم ہیں گرفتارِ خضیں و نوین

نخل کے ہیں شبِ نار میں جیسے اختر

سنبل گشنِ خوبی ہے یا شبنم تر

و اس شب سی گریبان بحرِ مانا کھاری

بدلے خورشید کے تباہ پیدل ہے بحر

معجز حسن عیان ہے اتر آیا ہے قمر

غش نہ بجائے اگر برقِ تجلی کیسے

کوہِ ہی دیدہ خورشیدِ فلک جبکہ حضور

دیکھی گشتِ رخِ محمد و پری ہو کا فخر

آبشارِ عرقِ شرم و حیا ہے وہ چین

شعلہ آتش عارض سی اوڑی ہن شیر	ڈرتے انسان کو درختان ہنیں شایہ
حطار دہے یہ پے دفتر خورشید و قمر	الف آسا جو کھنچا ہے یہ خط شفقہ
خضر طالع خورشید چکے دیکھے	ڈرتے انسان کو حسین پر جو دیکھے
مستی جن سی سرست ہے ہن شیار	ساغر بادہ لکڑنگ ہے آنکھوں پیار
صاف ہی چوڑنگین یہ گلستان کی بہار	ڈوری آنکھوں ہنیں جمع ہو ہن بخار
گھر کی آئی ہن گلستان میں گھٹائیں کالی	مست سمجھیں جو وہ آنکھیں نظر آئیں کالی
انھیں آنکھوں یہ تو بادہ ہی جان شیار	انھیں آنکھوں کی تو ہی زگر شہلا پیار
جائے می زہر لاپل سی ہن و دن شیار	جام کو کیلے ہوئے مست ہزاروں شیار
ساغر عمر ہو لیریز ابھی بھریا	زیت سے ہاتھ وہ ہوئے جو سیاغریا
بہر شق ہن مگر ساغر سم جام مٹا	خضر دیکھے تو کہ ہن قح آب حیات
چہرہ خورشید ہی انہری ہن شمس یہ بات	کیسے کالی جو گھٹا صاف ہی نقص صفا
کھل گیا چوہ کی گری میں جان گاہن	برید شمع نیست نہ متوالے ہن

چشم خوشی کی صفت میں نہیں کہتا ہم	توین طبع ہمارا بھی ہے کیا زور آورد
بھتیگی اک اور سنا ہے یہ نیزدن اک	گردش چشم سیاہ و شرہ جانان پر
چو گری بھرنے پر آمادہ میں نہ پھرے	اکسی سایدے برجھون میں ہر گھیری
غیر اعجاز نہیں ہی کوئی اس کا ہر آرز	طرف آفت ہی بلا ہے نگہ افسون ساز
آنکھ اٹھا کر کھی دیکھا تو کیے سکر دین	وقتِ نظارہ بھی باقی ہی حیا کا انداز
چشم بیمار جو اٹھی تو عصا تھا ملایا	واہ کیا سر کے دنبالے سی بھی کا لیا
ہی دولت اسکا ہر اک قول و پہلو ہر بات	اسکی عنائی کی کیونکر بونیاں مجھ بھی صفا
ہی مگر ہر بلا ازل کی طرح خوف ستا	سیل آنکھوں کی پی مردہ دلاں آب حیا
خانہ زادان نگہ سی ملک المیت بھی	ساتھ اس پر جب کے خوف فوت بھی
جو سنے صاف کے صل علی صل علی	وصف وہ کیجیے چشم و شرہ و ابرو کا
زیر محراب اٹھائے ہیں بامیشف	سوی مرغان نہیں آنکھوں پہ ہنی ست
نبض بیمار کو سرعت ہی خدا خیر کری	جینش ہر شرہ آفت ہی خدا خیر کری

تیزی ہوئی شرہ میں ہی بھلا کس کو کلام	پردہ دیدہ بادام مشک ہے تمام
کبھی نصاد اگر خواب میں لے اسکا نام	ہر رگ جو ہر شستر سے لہو آئے مدد
عاشق سنوں شرگاز کی کوئی ہوتا	سفتہ آتی ہیں در اشک اگر روتا
واہ کیا ابروی خدا ہے سجان اللہ	قدرتی حسن کی تلواری ہے سجان اللہ
ماہِ نو چرخ پہ اظہار ہے سجان اللہ	یہ کمانِ طرفہ دھوان دھار ہے سجان اللہ
اگر مر قمع میں بھی اس تیغ کی تصویر کھینچے	شر پڑھی مانی و بہزاد میں شمشیر کھینچے
ایسا مضنون بندھی ابرو میں کیا کرد	نوبتیں بچی لگین سب کہیں سجان اللہ
چاندنی راست افشان سی وہ گیسوی سیاہ	دیکھنی ہوں جی تارے کہے خوب گاہ
واہ کیا کلین ہیں قابل ہیں تصویر کے	دیکھو کلی ہی زچہ سائے میں شمشیر کے
واصف گوش ہیں آنکھوں سے تمام اہل زبان	گل سے تشبیہ جو دین گل میں نکات کیان
دیکھ پائی جو صد مثل گہر ہو غلطان	ناکہ عاشق شیدا یہ سنین کیا امکان
پردہ شرم یہ آنکھوں سے اٹھاؤ بیچ	سنکے اسکان سے اسکان اڑیو بیچ

صاف آئینے سی بھی پیشِ نظر میں دوون	عمارض صاف نہیں تہس قمر میں و نون
دوہڑ شمعیں کہ ادھر اور ادھر میں فروزاں	زنگ میں لعل صفائی میں گہڑ میں فزون
دیکھنے والوں کو جو مکا گمان ہو جائے	اُگلے اگر آئینے میں نورِ شان ہو جائے
کیا صفائی ہی انھیں گوہرِ غلطان کہیے	ہے بجاد انتوں کو گرا خیمِ رخشان کہیے
زنگ پیدا ہو غیبِ لعلِ خشان کہیے	کیا لبِ لعل کو گلبرگِ گلستان کہیے
جو ہری کی ہی کانِ حسن کے پازار میں بھی	زنگ یا قوت کا ہی لعلِ شکرِ بار میں بھی
شرم ہے چور مگر اسے چورایا ہی دہن	دہن تنگ میں تنگی سی بند جا ہی سخن
حسنِ عداوی جو کری صفا ہو مضمون روشن	پر چھپائے سی کہیں چھپتی ہیں ایسی بھی جلن
ہو نہ دھڑ دوون تو گواہی کی لپی چار میں	بات پوشیدہ نہیں ہی سنینِ ظاہر میں
متعجب ہو کہ یہ ماہِ باغوش ہلال	ہا کہ غیبِ سین میں یہ اگر جائے خیال
سست دیکھیں غیبِ غیب تو ہوں گرمِ مقال	لب میگوں نئی گلِ رنگ کو ماندہ میں
قربِ میخانہ ہی یہ چاہِ خدا خیر کرے	اکوئی بچنی کی نہیں راہِ خدا خیر کرے

سینہ دیکھیں کہ کرین اسکے گریبان پر نظر	اور راہ چھار اسپہ پستان کا غضب بائیں شتر
حسن کا یہ اشارہ طرف شمس و قمر	میں بھی حاضر ہوں بھین نور کا دعویٰ ہی اگر
دریا چند فلک سے کسی عنوان کو	یہی گوی ہی میدان ہی چوگان کو
وصف پستان کر کے کیا کوئی کہ مشہور ہیں	کتنی ہیں شمس و قمر مقہ نور ہیں یہ
شرمیش س نخل سر طور ہیں یہ	ہاتھ کس طرح سی ہونچی ربت دور ہیں یہ
آشنا آنکھ جسیں وزوہ انگلیا ہو جا	طار نور ز نظر سونے کی چڑیا ہو جا
تسکیم صاف تو ہیں حسن کا دریا نایاب	کوٹھی ٹھٹا اسپہ پستان جی کہتی ہیں جبا
جال ہی جال کی انگلیا کہ کر خول بیتا	کسی جی خوشی کو رہی ہیان جو اسکا دم خوا
نور کو بحر روان نور کے جھلکے دیکھے	نور کی کوٹھیو نہیں نور کے بنگلے دیکھے
نوشی سائیں کی جو آجائے نظر	شمع مہتاب بھی ہو چرخ پہ کو ملا جمل کر
گول گول سیو ہیں ہونڈھی کہ کر دین لین	گول گھر میں ہو فلک قیڈی پری آنکھ اگر
عرش پر جاگی اگر دھوم چائیں ہونڈ	اہل کرسی کو بھی کرسی سے گرا میں بنا

ہیں دونوں
ہیں دونوں
ن ہو جائے
لان کیسے
ان کیسے
زمین کی
ہیں ہیں
ماشون
ہیں
مال
مقال
ع

وہ کیا بیخبر پر نور ہے سبحان اللہ
 دیکھ لو بیخبر خورشید ہے یہ پیش نگاہ
 درواری ہے ہی جو بیخ آیت اقدس ہے

حلقہ زلف نہیں ہی گرہ مو کے کمر
 نور کیا حلقہ گدیش اسکے بین خورشید

طواف اُٹینے ہی اسکا شکم صاف نہیں

طرفہ مقام کمر جسکی عدم میں بھی ہر دھوا
 کیونکہ معدوم عاقل ہوں جہاں معدوم
 کیونکہ معدوم ہوں نام چیمہ تر تین

جوش پر نور کا دریا ہی زہی حسن شباب
 حلقہ زلف کو کس طرح نہ کہیں گرد آ

منہ کو اسکے صدف گو ہر دند ان کہے

بیخبر خاں سی تو تشبیہ نہیں ہے دلخوا
 انگلیاں خط شعاعی سی بھی لاریک ہیں
 انگلی اسٹھے تو ہلالی کا محض کہے

دل عاشق کو ڈوب نیکی لیے ہے بھنوا
 دل تشبیہ نئی اور ہے منظور نظر

عکس چاہہا زخماں کا پڑا ناف نہیں

موت گادنگو یہ عقدہ نہ کبھی ہو مفہوم
 ہی جو عیش کمرستی انسان معلوم
 وہ کو تر بھی ہیں غما جو کمر کرتی ہیں

سوج ہی بار و خمدار تو پستان ہی جبا
 ناخدا دیکھے اگر منہ میں بھراے بھی آ

دست گلزنک کو بھی بیخبر چاں کہے

پصفائی ہی نہا تاک پھلتی ہی زبان	ران کو وصف میں ہر چہ ہر شفاف بنا
شمع مہتاب میں اس طرح کی تیز کرکٹ	ساق یا شمع ہی ایسی کہ نہیں جھلن جوان
شمع فانوس میں ہی اپنے میں سا نہیں	مثل پروانہ ہی وہ کون جھنڈا نہیں
سجہ کرتی ہیں جی دیکھ کے نہ ہر تماشا	پای نازک ہی وہ نازک صفت پای خیال
نقش با طرفہ دکھاتے ہیں سرا رکھ مال	کف یا صوت مہتاب میں تان ہی مال
دیدہ جو کبھی چشم پر ہی بنتے ہیں	خوبصورت یہ دم جلوہ گری بنتے ہیں
وال میں جسی الف دلیں میں یوں اسکی جایا	راستی میں مثل الف بسکہ وہ فت بالا
شک نہیں ثابت استیلا کی تصویر کیا	دل بنا وال تو ہی وال کہ ہو جان فدا
جان کی خیر نہیں ال میں کا لکچھ	نمل سودا ہی تو پھر رنگ زالا کچھ ہی
بھر خفا طے کہا سنکے کہ او دشمن جان	شاعرانہ یہ سر باجو کیسا اور زبان
شمع کی طرح ہی سنکر جبے تو ہوشوان	ابھی کیا تو فی سناٹہ کہ روں گرم بیان
بوٹیاں انٹون سی کاٹی جو ذرا غیر مل	سنکے ہر عضوی تو ریف تجھ ہی حیرت ہو

پڑی جنجال میں دم بھر کا بھی جینا ہوا منہ کی رونق نہ رہی کھلے زیبا نیں خال	دیکھ لی اسکے اگر گیسوی شہزاد کا جال رنگ و راجہ کی گری گریں رنگیں نیں پال
نایتیا تو بھی رطلات میں کال پانی اگے ابرو کے جھکے شرم سے ابرو کی طرح	دل ہو زلف عرق کو سیسیا پانی دیکھے گیسو پریشان ہو گیسو کی طرح
گرمی نازا اڑا دے تجھے جگنو کی طرح منہ چھپا کر کسی جھل کو نکل جائے تو	شوخی چشم بھگا دے تجھ کو آہو کی طرح رج سی پردہ جھٹائے تو شیر مئے تو
شرم ہی زرد کبھی ہو تو کبھی خشم سے لال کنکھی چوٹی کا تو نیا ذکر ہی تو رست پال	مہندی ہاتھوں میں ملی اپنی جو وہ جو مثال اسکو آجائی جو آرایش کاں کا خیال
ارہ میں جائے تجھے شانہ گیسو تیرا آئینہ اسکے کف پا کا دکھاؤں تجھ کو	نہ رہے دل کیسی طرح کا قاتل تیرا شہر ہی باتوں پہ تو منہ لگاؤں تجھ کو
اگلی باتیں جو ہیں سیاد لاؤں تجھ کو پیٹ شرم کے نکلیا بک گیا سانپ نکل	گرمیاں دس سی کرواں بجللاؤں تجھ کو مدی تو میں کہوں چل دو تو دھاب نکل

<p>آنکھیں پھر اُٹیں تری خاک نہ سوچتی تھی برق آئینہ رخسار پہ پھر سے نہ گاہ</p>	<p>راہ میں سامنے آجائے جو وہ غیر ت راہ زلزلہ دیکھو تو جہان ہو تری آنکھوں میں سیاہ</p>
<p>خوابِ جزا گوشِ تکبر سے جگا دی تھکوا</p>	<p>آہوی حنیم جو وہ شوخ دکھا دی تھکوا</p>
<p>جوشِ دشت ہو تجھے چاک کریں تیرا دیکھے گردن تو زارت سے جھکا گئی گردن</p>	<p>منہ پہ چبنا زسور رکھ لی تری آگے دامن ہو تھ جائی نظر آجائے جوشیریں دامن</p>
<p>غیر حالت ہو تری آنکھوں میں جلتی پڑ جائیں</p>	<p>حلقہ نافِ ذوق ہی جو نگاہیں جائیں</p>
<p>عقل زائل ہو پیے بی خبری کا ساغر جاتی ہیں نیچی نگاہیں کہیں اوپر اوپر</p>	<p>ترکس سے دیکھے جو تجھے ایک نظر شرم کی طرز کرے جانے سی تھکوا باہر</p>
<p>آنکھ پر آنکھ جوڑا تو کوی کان کھڑے</p>	<p>ہون تری موی بدن ہو کی ریشیاں کھڑے</p>
<p>صبح ہو جاے غصہ تجھ پہ پڑی روزِ سیا بھاگی تو چور کے مانند سے تھکوا نہ راہ</p>	<p>دیکھے آنکھوں کو تو دلِ تمام کی تو گھینے آہ پردہ ہو فاش ترا دیکھ کی در دیدہ نگاہ</p>
<p>کوٹھری میں کچھ کا جل کی نظر بند کرکوا</p>	<p>دل کو منظرِ صفت ہاڑ پر بند کرکوا</p>

نیچی آنکھوں کو جو دیکھتو بہت شرم آو بالی پتے جو نظر آئیں تو تم پتے او اشک بھی آنکھوں میں بھر لاؤ تو وہ دیکھو	میٹھی باتوں سے کھسائی میں پڑو چھاؤ مھندی کھلائی تو تلوؤں سے لگے جل جاؤ آنسو نکلو کبھی خنکال کی کو کو کر دے کر
چشم جاوہر جو نظر آئے تو تو شرم آجا کری چہرہ شفاف یہ تیرے چھا جا	چا را نکھیں وہ کری تجھے تو تو گھر آجا رنگ میلا ہلو بھی چا نہ گھن میں آجا لٹ آنکھیں سی کی ترا دم نہ ٹھونکے
ای اعجاز کا دعویٰ وہ نہ ٹھونکے تیر غمزہ ہو وہ سفاک کہ تو ہو بے دم سامنے تیری اس انداز سے رکھے وہ قدم منہ کی پھل ہو کی نخل حسن کے میدان میں	تیر شرمگان جو لگائی تو تری شیت ہو خم ٹھو کرین کھا کر کہے ہے ستم بے ستم چاہ غیب سے بچے چاہ نندان میں آجا جل بھی حق میں تری طوکا شعلہ ہو جا
رخ روشن سے نقاب سکی اگر وہ ہو جا استیو کو جو دیکھے تجھے سودا ہو جا وہن شرم ملک ترک کری ساتھ ترا	فاش اس ساعد پر نوری پردا ہو جا کوچہ چاک گریبان میں چھپی ہاتھ ترا

سایہ زلفِ سیہ سے تجھے سودا ہو جا	حیرت آئینہ عارض می ہو سکتا ہو جا
غیر مجال ترا کیا سی ابھی کیا ہو جا	دیکھے شیریں جو وہ لب ل ترا کھٹا ہو جا
وہ تو مھندی ملی اور تو کفِ افسوس ملے	آنکھیں آن تلو نوی تو ہو کہ قد مبوس ملے
جیش موی قرہ دیکھ لے تو کھائے خار	ہو خزانِ جن جو دیکھی گلِ عارض کی بہار
بیٹھ جائے ترا دل دیکھ لے سینے کا ابھار	یار و پارہ ہو جگر آنکھ جو اس سے ہو دیوار
سینہ دیکھ لے تو خجالت سی سین آئے	اوسکے آگے نہ کوئی تجھ کو قرین آئے
ساغرِ شیریں پی کی ہے تو خاموش	اُن کی گزیم طرب میں کئی نہ مینوش
ہو نہ با گوش کا سوجان سی تو علفِ گوش	جستہ میگوں نظر آجائے تو ابرو بامینوش
آنکھوں سے آنکھیں کھلین کا نویں کان تر	سانسے اس کے نہ باقی رہیں اسان تر
صورتِ موج کری اپنا گریبان تو چاک	لہر برائے کسی روز جو وہ دہن پاک
پانی پانی ہو رہی آبرو سن نہ خاک	رودِ آبی نہیں کہ جو وہ آبی پوشاک
ایک ہی غوطے میں تو سخت شری ہو جا	ہاتھ تیرا نہ گریبان قبا تک پہنچے

روئے تو کچھ بنائے کسی عنوان تجھ سی	جھپٹنی کو جو ہنسے وہ گل خندان تجھ سی
ہار ہو جا تری جیت لی میدان تجھ سی	ہو مقابل جو وہ سلطان حسینان تجھ سی
اسکا سوبان تری واسطے کوڑا ہو جا	نہ تری باب ہوا ناز کا گھوڑا ہو جا
آنے دی وہ نہ قرین سہ سکنہ ہو غرو	خدمت آئینہ داری جو کرے تو منظور
ساتھ ڈوئی کی جو دوڑی تو کہے دور ہو	خاصدان اسکا اٹھائے یہ تراکیا مسدود
پایہ نکلی اٹھائی کی نہ قابل مجھے	حق تو یہ ہی تجھی ہر طرح سی باطل مجھے
صدت آئینہ کی سیلجھے حیران کرے	زیب تینت کا کسیں جو وہ سامان کرے
پانی پانی جو ہو تو اپنی طرف دھیان کرے	سوج کی طرح تری دل کو پریشان کرے
اوٹ میں آئے کی طوطی تصویر بنے	بچھ تو کچھ تجھ سی نہ او کا فری میر بنے
جو تری چاہنے والے ہیں کرین گرد جو	اسقدر حسن خدا داد کی ہو اسکے دھوم
مل کی ہر دم کف افسوس کہے یا مقصود	تو سہی تجھ کو بھی ہو اپنی حقیقت معلوم
تو بھی بڑھیا کی طرح آئی خریار بنین	شکل و سفت اسی لاؤن میں یا نہ رو بنین

دری نکلے تو تجھے صورت دیوار کرے	آپ نقطہ ہو تجھے صورت پرکار کرے
عشق باز نہ کی نگاہوں میں تجھے خواہ کرے	اک زمانہ تری معشوقی سے انکار کرے
گل جو کھاتی ہیں گریزان صفت ہو جاتا	تو مسلمان ہو تو عاشق تری مہر ہو جاتا
ایسی شوخی یہ عجیب حال ہی مجھ سے اسکا	میں خدا اسپہ ہوں ویر طبع مجھ سے خدا
مہر سینی میں گاہوں میں حیا دل میں فنا	دل کی صورت نہیں ہونا میری پہلو سے خدا
مجھ سے برگشتہ تری طرح ہو محبوب نہیں	اسکو مطلوب نہیں جو مجھ سے مطلوب نہیں
جب میں جاتا ہوں مجھ یا سن ٹھالیتا	ایسی کرتا ہے لگاؤ کہ لگا لیتا ہی
دن میں سو بار جو روٹھوں تو منا لیتا	تا جو اسپہ میں کرتا ہوں ڈٹھالیتا
بات نکلے جو میری منہ سے وہی بات	دن کو دن کے رات کو دن کے
کام ہی میری طاعت سے اٹھتا ہر	رات بھر میری خوشامدی تو منت دن
خاطر میں میری بین کیا کیا اسی نظر	ہاتھ گردن میں جھانکھی زانو پی سر
انگہ مہر جو کرتا ہوں تو جی جاتا	غصہ کھا کر جو گھر کرتا ہوں پو جاتا

مارے غصے کی ہوا پھول سا چہرہ تیر	الغرض میں نے سنا کی جوان خیمیں تیر
پہلے تو ہو گئے خاموش بزمگ تصویر	غیرت حسن کی دکھائی یہ اپنی تاثیر
اگر قارقضا ہوش میں آہوش میں	پھر چوبلے تو کہا ہوش میں آہوش میں
پیکے آیا ہی کہ سودے کا ہی دورا تجھ کو	خیر ہی نہیں ہے بیباک ہوا کیا تجھ کو
مُنہ اسی ہی نہ کبھی میں نے لگا یا تجھ کو	بات کرنے کا بھی آیا نہ سلیقا تجھ کو
مُنہ بناؤ کہ زبان خوب ہی چل نکلی ہے	واہ جی زور یہ شوخی ہی نئی گرمی ہے
اس قدر چلے ہی ہو جاؤ نہ اپنے باہر	اتنا کھل کھلنا انسان کو نہیں ہی ہتر
بیٹھ بیٹھ چھپے نہ کہا جاوے ہماری مُنہ پر	بہ زبانی یہ زبان چلتی ہی کسی دُور
یہ دلیری یہ ڈھٹائی تو نہ دیکھی نہ سنی	ایسی بدی کی صفائی تو نہ دیکھی نہ سنی
بات کرتے ہوئے مُنہ خشک ہوا جاتا تھا	بھی کل تک تو زبان مُنہ میں نہیں تھی گویا
آنکھ اٹھ سکتی نہ تھی سرتوا اٹھنا کیسا	سطوت جن سے پڑتا تھا بدن میں عشا
کناں چاہتی تھی جو ہم بھر کی نظر دیکھتی تھی	روح تھراتی تھی برہم ہیں کی دیکھتے تھی

انکھ دکھانی سی مڑتے تھی اسی تم ہو دی	سامنے آنکھ نہ کرتے تھے اسی تم ہو دی
بات کرتی سوئے ڈرتے تھی اسی تم ہو دی	دیکے آگے کی گزرتے تھے اسی تم ہو دی
راہ میں بھی جو کبھی سامنے پڑ جاتے تھے	اٹھ نہ سکے تھے جہنم خاک میں گناہ کی تھی
یاد رکھو آگے بھی ہم پر کبھی منہ آئے تھے	آگے بھی ہم ہی کبھی منہ کیے جاتے تھے
لگے بھی آپ سی انداز سے اترتے تھے	لگے بھی ہمیں نسی طرح سے جھنجھارتے تھے
برہی کی کبھی آگے بھی لیا کرتے تھے	اس ٹھٹھالی سی کبھی بات کیا کرتے تھے
ساری قصیر ہماری ہی قصو آپ کا کیا	رحم ایوں نہ کرتے نہ اٹھاتے صد
منہ لگا یا تھیں ہمیں یہ اسی کی ہی سزا	سر پٹھایا تھیں ہم فی یہ ہماری ہی خطا
کچ ادائوں کی مروت نہ تھیں کرنی تھی	بی وفاؤں کی محبت نہ تھیں کرنی تھی
طرہ ان سب پیسے چال بھی تھی تو کیا	زور گرمی نئی شوخی ہے تیا ہے فقرا
کتے ہیں ہم فی نیا کیا ہے پیدا	اسکی زلف ایسی ہی رخسار کی اسکا ہیا
بیج ہی ہاتھ آپ کے ایسا ہی ہی دلبر آیا	آپے مجھ سے کہا اور مجھے باور آیا

وہ کیا بات بنائی ہے اجی کیا کہنا	نئی تہیدا ٹھائی ہے اجی کیا کہنا
خوب بی پر کی لڑائی ہے اجی کیا کہنا	کیسی دینے کی صفائی ہے اجی کیا کہنا
کیون نہ وہاں نئی طرح کی حال کی ہے	اسکو چالا کی نہیں کہتی ہیں بیبا کی ہے
چیتہ بد و در تیار ملا ہے ان کو	ہم سی ہنر کوئی دلدار ملا ہے ان کو
کوئی یوسف سر بازار ملا ہے ان کو	جان بچین گے خریدار ملا ہے ان کو
اسی عشق سیل اپنا لگانے کے یہ آ	یو چھنا کیا ہی مری غول ٹانگے کے یہ آ
اب سی کینہ رخ کے حیران ہو گئے	اب سی لہ پریشان کی پریشان ہو گئے
اب سی کی لیجان بخش پہچان ہو گئی	اب سی کی نگہ ناز پرست بان ہو گئے
کیون پسند آئینگے اب نہ ہاری ان کو	سچ ہی کیون بھائی نگہ انداز ہار ان کو
چلو جی خوب ہوا ہم نے بھی فرصت پائی	مٹ گیا مفت کا جنجال و فراغت پائی
جان جھگڑی سی جھٹی روز کر رات پائی	سیم تن تکو ملا ہم نے بھی دولت پائی
تم اٹھ کر دیکھو دیو بان بی کھٹکے	ایسی بھی چین سی گزری گی بیان کھٹکے



غمرہ خیز ہے عشود ہے ہمارا جلاؤ	رات ن رستی تھی ان دو تو کو مشیخ
جھگڑی ہر روز رہا کرتی تھی ہر روز فساد	خوف تھا تھا کہ پڑ جائے بیدھ افتاب
تیغ ابروی غضب کا مہینا کر جا	نگہ قہر سے بے جرم نہ کوئی مر جا
بھر لگے کہنے کا و تیز زبان و طرار	او وفا دشمن آوارہ فرج او عیسا
اور یگانہ دل و دل شکن دل آزار	بزدل ہر زہ دریا و سدا بد اطوار
اب کبھی نام ہمارا جو زبان پر آیا	جان لی قہر خدا تجھ پیہر آیا
کلمے یہ کہنے لگے جی میں ذرا تو شرما	ابھی کل تک تو یہ کہتا تھا کہ تم ہو کیتا
آج کہتا ہے کہ وہ یار کیلے پیدا	جو کہین صورت و سیرت میں ہی تھی اچھا
خیر صاحب ہی کلفام مبارک ہو تھین	ہم ہو ی خار گل اندام مبارک ہو تھین
یہ وہ محبوب کہان اسکو میان بلواؤ	کیسی رستی ہی کس انداز کا ہے دکھلاؤ
یہ تو کیا دخل کہ تم بیان ہی قدم سرکاؤ	آدمی اس کی بلانے کو مگر بھیجواؤ
اکل اشار اچھی تمھارا وہ اگر یا بیگا	تابع حکم ہے فی الفور چلا آئے گا

لب احی از ناہم بھی تو دکھیں اسکے	زلف رخسار زام بھی تو دکھیں اسکے
عمر نہ ہوش رہا ہم بھی تو دکھیں اسکے	ناز و انداز وادام بھی تو دکھیں اسکے
سامنے لاؤ توجی یہ وہ کہاں کیسا	ہم بھی دکھیں کہ وہ آئینہ جہان کیسا
خونِ بیل کا یہ مشتاق ادا کا خنجر	صدی کی تاک میں مدت سی ہی شبانہ نظر
جسجوی رگ جان میں یہ قرہ کا نشتر	فکرِ پیر میں جلا دغضب ہے مضطر
خنجر ناز واداسے بھی چوڑنگ کین	سامنے لاؤ جو اس کو تو نیا رنگ کین
صفِ مرگان کا غیرت سی ہو اہی عالم	ترکِ عمرہ ہی سنبھالی ہو سے تمشیرِ دو
اگے اسیکا فرشتہ بھی تو چوڑنگ کی نہ ہم	ہاتھ عارض پھر کی کھاتی ہیں آنِ قسم
کا کلون کو یہ بدھوی کہ بیان بلین	اقول ہی چشمِ سخن کو کا کہ ہم اول میں
فتنہ حشر کرائے میں مے ہے آرام	شوشی چشمِ فنون ساز کا ہر دم کی کلام
چاشمی کا جو بدھوی ہی تو کئے خود کام	چلتی ہی تیغِ قضا کیسے مرانا مدام
بھونک دنگی میں سرایا اسی کلی نیکر	ادھارنگی سے غضبِ قدر آئی بن

زارے کوڑو کی اڑدوگی میں ہری سکی	زلف کہتی ہے کہ اُسے تو مقابل میر
بل کر لی لاکھ نہ چھوٹے وہ سے پھند کر	غیر ممکن ہے میرے حال سے بھسکا نکلے
سامنی اُسے تو اڑنا گئی نیکر دس من	دور سے سایہ نظر آئی تو تشکیں کسوں
لاؤ میدان میں تو دکھائیں ہم اپنی خبر	نیچے کہتے ہیں بارو کے یہی کھینچ بھنگ کر
نہ ٹرکین مارا کہاں تیغ قضا کی ری سہر	لاکھ ہوتیز نگہ لاکھ ہو وہ شوخ نظر
جو ہر سنی جو کھلیں اُس کی بھی قلمی کھل جائی	سامنے ہو تو حقیقت ابھی ساری کھل جائی
ہو چکا چوندا سی جا بی دہن تکہ چھپا	صاعقہ نیکی کر کے کام یہ زمان کی چپک
طرہ ان دنوں یہ پوجہ بد روشن کی چھپا	نہ نہ بھلنے دی اسی شعلہ عارض کی لبک
گر پڑے چاہ رخندان میں تباہی لگے	ٹھوکرین کھا گئی گرسے دیر ابھی لگے
ہو مقابل جو میری حسن پر نیراد ہو	گات کہتی ہے کہ میری مجھ میں کرامات کی بات
شقلو نکے کہیں نہ لگتی میں عالی درجا	مونگ چھاتی پے لون اسکی جو اُڑی بدلتا
بیربان پاؤں کی بنجائیں گاجوین ٹھہلا کر	گروہی چھوڑ کی بھاگ ابھی یہاں سے جا کر

سکے
سکے
خبر
شتر
نام
ہرم
رام
کام

اسی نکھیں تھیں کہاں اسکی جو آن میں نظر	زلف کی طرح سی بل کھلے بہتی ہی کہ
جادوہ راہ کی مانند بنوں میں رہ رہ	ہاں مگر اسکو جو ہوسو عدم مقصد نہ
کمری ہو کے بگڑ جائے کیت انداز	چو کڑی بھول کی رہ جائی وہیں آہو نہ
ہم کو دیکھے تو نہ زانو سے اٹھے سر نہ ہا	زانو و ساق بلورین کی یہی ہی گفت نہ
کف پا چھوئی نہ دون ہاتھ وہ دو ہاتھ نہ	یا توں بھی اس سے نہ دباؤں کی لکڑی نہ
ہر قدم پر روش ناز سی ٹھوکر کھائی	تو سہی غلچہ داغ برابر کھائے
ساتھ میری اسی منہ میں جو آیا سوا	الغرض خوب ہی وہ جوش میں اگر رہا
گرمی طبع سی سو جھامجھے اور اکفت	لیکن اسیر بھی شرارت سی نہ میں باز آیا
ہوش میں آؤ اچی فکر کرو وہ کہے	دفعۃً اٹھکے کہا میں فی کہ لو وہ آ
سوی در اٹھ گئی آنکھ آپ بھی گھبرا گئی	ایک بیک بنکے وہ اس بات کو پہلی چھپکا
کھائی ٹھوکر بھی نہ اسیر دو پیٹھی جدا	چشمون کو نہ رہا ہوش سرد یا کا ذرا
شعلہ کو یاد دل بیتاب سے حکمرا	آؤ وکر میں فی سنبھالا تو بھل کر اٹھا

منہ دھوان ہو گیا آنکھوں میں اڑھیر آگیا	زنگل میں گل کی نزاکت کی نیا دکھلایا
سچ ہی یہ ہو نہ کو بھی ہو جاتا ہے اکثر سایا	یوں خجالت کو مٹانے لگا یوں نہ لایا
جی کو میں نہیں یا رب ہو کیا ہو	دل ہر گناہی نظر کچھ نہیں آتا ہو
فائدہ کیا نہ زیادہ مجھے بد نام کرین	کیسے مجھ سی یہ کہا آپ آرام کرین
آپ ہوں مست اُسے ساقی گلغام کرین	جائیں اغلاص اسی سے سحر و شام کرین
ہم نے کیا جانی کیا پاس کیا یاد ہم	چھٹک رہا ہوتا ہے انجام بر یاد رہ
عشق بھر تازہ ہوا جوش میں الفت انی	انکی باتوں میں جو میں فی یہ لگا وٹپانی
مجھ کو بھی سمجھا ہی تو اپنی طبع ہر جانی	گر پڑا پاؤں پہ کی غرض ہے دانائی
تو سچا ہی وہی اور وہی بیمار ہیں ہم	سوز دل تھا یہ فقط تیری طلبگار ہیں ہم
منہ دکھائے جو پری منہ نہ لگائیں اسکو	خوارائے جو کبھی راہ بتائیں اس کو
نیکے خورشید بھی آئے تو جلا ئیں اسکو	ماہ بھی ہو تو تر اما نہ بتائیں اسکو
شمع رو با تیری سو غیر کی پروانہ کرین	لاکھ دل ہوں تو فدا صوت پروانہ کرین

تکو معلوم حسینوں کے ابھی کیا انداز	شکے تقریر مری کہنے لگا وہ طنز
طاقت صبر بھی کچھ چاہیے لے بندہ	تم نے دیکھے نہیں دنیا کے نشیب اور فرا
حبِ ملک سوز محبت میں نہ سواز کمان	بی مشقت کوئی ہو سکتا ہی ہر از کمان
گوش گل کی لیتی تباہ شک ہو اسی گھر	الفت گل میں جو بلبل کا ہوا چاک چاک
نام روشن کیا تبت مہمان میں کبیر	جلکہ پروانہ جو محفل میں ہوا خاستر
پیر پر غم دوسف میں جوانی پائی	عشق میں تباہ زلیخا فی شہانی پائی
بی چھٹی امت و تل ہو گئی الفت میں کمال	فتیس فریاد کو کیا کیا نہ ہوئی رخِ کمال
اتنی ہی بات میں آنی لگی غیر و نکی خیال	ہو جو غیرت تو طمانچہ کنسی کرو منہ کو لال
کیا تنگ حوصلہ ہو جاؤ حاجی دیکھ لیا	چار دن تم ہی محبت نہ بھی دیکھ لیا
عاجزی سی مری ڈھیلا ہوا وہ شک	شکر صد شکر امیر اب تو گیا غم کا اثر
صحبتِ عیش جو آئے عقی موتی بارگ	رکھ لیا پاتون سوز انویہ اٹھا کر مرا سر
دن بھر میں سی مری زمانہ کی بھر میں	یارِ لہجہ باتِ احباب کی نظر وں گرین



عشق عشاق کو رسوا کجھان کرتا ہے	صاحب ضبط کو سرگرم فغان کرتا ہے
چشمہ شیرسی سیلاب وان کرتا ہے	زرچہرہ صفت برگ خزان کرتا ہے
نوجوان خمِ صفت پر کین سال ہو	سیکڑن باغ جوانی تھو کہ پامال ہو
اس خزان کی کئی پامال گلستان کیا کیا	ہوی برباد گل لالہ ورجان کیا کیا
جسمِ داغون سی بنے سرو چہرہ افغان کیا کیا	آنخوان جل کی ہو خوشعل سوزان کیا کیا
بھونکے تیار دیو عالم کو حراہ اس کا	سات دوزخ ہنیں سی اگیہ لہرہ اس کا
یہ وہ ہیاگ۔ پڑی ہمیں تو خیر حل جا	طور کی طرح تر و خشک برابر حل جا
دین موج تو کیا پانی کی چادر حل جا	پر روانہ صفت بال ہمندہ حل جا
اشعلہ افکن ہو یہ بجلی تو کر ہی خاک سیاہ	حکے اکدم میں ہون خرم افلاک سیاہ

مفت دیوانہ عقل جو رکھتا ہو بشہ	تا بھدہ در کرے سائے سی پر نو کی حد
پر جیسے حق تو پر بخوان کہ بیان جلتی میں پر	کیا کری حیث دو اکو نہ دعا کو مودثر
نقش و نقویدی میں نہ اترتی دیکھا	ہوگا جسکو آسباب سے مرے دیکھا
دل لگاتے ہی ہزاروں کو پڑی جانوں کی	سیکڑوں چھان چکی خاک بابا نو کی
وہ بیان اگلین کیا کیا نہ گریبانوں کی	جس جگہ دیکھے کٹری ہی ریشا نو کی
کچھ عجیب ہے یہ لوگ جہاں جوتے ہیں	چار سر پھوڑتی ہیں چار گھڑی شہزادین
پھاڑ کر کھری ہوئی جالے سے باہر کتنے	چھانکر خاک ہوئے خاک پر کتنے
تشنہ لٹے دیے سے چاہتے ہیں گر کر کتنے	غرق دریا ہوئی تھک تھک کتنے
وہ ہا کوئی سیلہ نہ زمان کے تلے	کوئی روٹا ہی کسی تل میں سار کے تلے
شکلہ ستون کی فقط ہاتھ نہیں بین تہ رنگ	صاحب و لہ اقبال بھی جیسی ہونگ
چار بالش کی نہ رونق ہی نہ زریعہ رنگ	جان پرین گئی ہیں تیغ اور کھو رنگ
دشت پیاہن کی طرح کا دوسو سنہن	یا تو نہیں آبلے ہیں گتہ گھر یا سنہن

یہی حد مد سببش جنون ہوتا ہے	حال انسان کا اسی غم سی زبون ہوتا ہے
آب زہرہ تو جگر خیمہ خون ہوتا ہے	سرسی بارشقت کی لگون ہوتا ہے
راہ الہی ہن قدم کوچہ رسوائی کی	ڈٹ جاتی ہے کر صبر و خشکیابی کی
دل سی اٹھا آہی بدنامی و دولت کلخال	پاس موس کا رہتا ہے غیرت کلخال
دشت پر خار کا یادادی وحشت کلخال	پیدا صبح کا نہ دھوکا کی ملاست کلخال
تبع وحشت کو یہی سنگ فسان ہوتا ہے	جوش کم سنگ ملاست کی کمان ہوتا ہے
داود خواہوں کو یہاں بیست ملتا ہے جوا	بیگنا ہوئی اسی کہ یہ تین مٹی ہے خراب
ہر نفس سچ تو ہر لحوت جگر شکل کباب	آگ بن بن کو جلاتی ہے کلجیہ شراب
آدمیت سی گد رجاتا ہے انسان اسپن	احال ہوتا ہے بون میں شوق پریشان اسپن
ہم جو کہتی ہیں وہ ہی راست دروغ تو کر	سن ایو جان جهان مایہ صدقنہ و سر
بہتر کچھ نہیں ہی سارے زمانے کی خب	اک ذرا دیدہ انصاف سی لازم ہی نظر
یون ہی چاہے جو خدا اپنا اجارا لیا ہے	اگے کیا حال تھا اب بال ہمارا لیا ہے

ہاتھ رہتی تھی جو ہر وقت تری طوق کمر
سرتری لکیر زانو پہ جو تھا آٹھ پیر

لوسی تھیں مری طالب یا انکھیں

تیری پہلو سی جو پہلو کہ نہ ہوتا تھا جدا
پنچہ مرغان کا تھا یا شانہ گیسو رسا

یا زحمت تھی کمین یا تو ری آنا مو قو

چار ہرن کی جدائی میں یہ احوال ہوا
قد جو تھا مثل الفخم صفتِ دال ہوا

جانتے یہ تو کبھی مل نہ لگاتے ہم تو

تیری جاہت کی کنوین کسی جھٹکا کی سکو
جلے می نہ ہر کے پیمانے پائے ہم کو

دل کو تو فی جلا یا کہ زرا تا نہیں

ہیں وہی ہاتھ کہ جن ہاتھوں سے تھام چکے
آتش انگ سی ہر جوش جنوں میں ہی

وہی نیرنگی عالم سی میں خود تیار انکھیں

واع فرقت اسی پہلو میں ہی تکیہ کیسا
یا نہیں آنکھوں میں اخراجِ شان کیسا

خواب میں بلکہ کیا نہ کا دکھنا مو قو

کہ مرا مزع دل ہفت میں پایا ہوا
دل لگانا نہ ہوا جان کا ججال ہوا

حضرت عشق کو مرشد نہ بنا تے ہم تو

لا لہ اسان اے محبت کی دکھائے ہم کو
طرف قدرت کے تماشے نظر آئے ہم کو

اسی جلتی ہیں آنکھیں کہیں نہیں

دل مرا تم فی لیا تھا اسی اقرار پہ راہ	دستہ بھر گئے کیا جرم ہو اکون گنا
بیاری کی آنکھ رہی نہ محبت کی نگاہ	واہ کیا رنگ زمانے کا ہے سبحان اللہ
شعبہ دی روز نکلتی ہیں ل آزاری کے	کیوں لاہ اگر تری مین حق یوں ہی فدا کرے
حال کیسا ہی ہمارا ہو خبر ملکون مین	آنکھیں بیدار کو تر سین تو نظر ملکون مین
الاکہ سمجھائی کوئی کچھ بھی اثر تم کو نہیں	فرصت انبار سوا اب ٹھہر تم کو نہیں
ارٹائی شرم لب بام کھڑی رہتے ہو	کھو دی زلفون کو سر شام کھڑی رہتے ہو
جہان بچنی کی نہیں اور تو صورت زہنا	ہاں مگر ہم بھی ہیں اور گالین دل آرا
تہہ سمجھنا کہ نہیں ہم سا کوئی لالہ عدا	شاہد مصری خالی نہیں کوئی بازار
اگذا رینا بھی ضیاء پر زاد مین	ایک سی ایک حسین عالم ایجاد مین
تم یہ سمجھی ہو نہیں ہم کسی اور سی راہ	کون محبوب حسین ہے کہ نہیں پیش نگاہ
تم ہو ہر جانی تو ہر جانی مین ہم بھی ملے	خوش کھیا ہے زمانے کا سفید اور سیاہ
حسن جوان جہان پیش نظر کھتے ہیں	روز پر نو کی اگھاٹے مین گذر کھتے ہیں

تو ہی کیا مال بہت تجھ ہی میں مشتوق جوان	خیر اب بڑی تو بگڑے کسی پرواہی ہین
وہ طر حدار جو ہوسن میں شہو ہون	ہر بھی جن ہنگے حسد نہیں کئی آفت جان
تو جو دیکھے برحلی آگ بگولا ہو جا	زب ہلو وہیت آئینہ سیما ہو جا
زلف پر ہیچ بلاؤن میں گرفتاری	زرد کھجک وہ بہاگل رخسار کرے
سخت بیمار تجھے نرگس میا کرے	تنگ غنچہ سادہن بلاؤن دغا کرے
دانتون آجائے پسینہ گہر دندان	نہنٹھ کاٹے جو نظر میں لہجہ جان سے
دل کی گردن پہ چھری جنبش ابرو چلی	زور تیرا نہ زبردستی بازو سے چلے
چال واہیسی چلی دل تری قابو سی چلے	نہ چلے کچھ جو وہ فقرہ نئے پہلو سے چلے
قد قامت سی تے سر پر قیامت	زلف شبکون سی جو ابھی تری شامت
گم ہوا لیدیا کہ تجھے کچھ نہ رہے اپنی خبر	نظر آجائے جو یا فقرض وہ بار یک کر
ہر قرہ تیری ریحان میں چھوٹی نشتر	آنکھیں جسد وہ لڑائے نہ ہے تجھ کو فقر
جانہ داغون سی رہی میں اک تالی	خال رخ دیکھے تو رور وکی کرئی تالی

خاک ہو جائے تڑپ کر بڑی برق بگاہ	سرگین چشم کرے اختر تعمیر سیاه
تبع عشوہ ہی غضب تیرین کی پنا	سطر جو ہرین ہی مرقوم کہ اتنا لہ
صاف کی حسرت مانے کی لیت کی راہ	کو بچ زخم سی کھولی ملک الموت کی راہ
چشم میگون کا نظارہ ہو ہی ہوش ربا	خیم ہو گردن تری دیکھے جو صراحی سا
سینہ سی ہاتھ لگے سینہ خراشی کا مزا	سر پٹان ہو تری واسطے پھل بر جھی کا
آنکھ مجائے اگر جہرہ نورانی سے	آبِ حجلت ہو روانِ چشمہ پشانی سے
وہ نہا دھوکے جو پوشاک بدل کر بیٹھے	رنگ سی ناوکِ حسرت تری دل پر بیٹھے
کیا ترار تب کہ تیرے اس کے برابر بیٹھے	در سے نکلے وہ اگر شرم سے تو گھر بیٹھے
دیکھے انداز جنوں خیر جو رعنائی کے	پرزی اڑ جائیں تری جائے زیبائی کے
روبرو اسکے اگر تو سرخوت کھینچے	ایسا کانٹن مین دے کھینچے زنجار کھینچے
سرکشی کا جو کہے قصہ تو دل کھینچے	منہ نہ دکھائے کسی کو وہ نہ دانت کھینچے
دل کشا کش مین پڑی دویغہ ہو جا	شانہ اس زلف سر پر تری راہ ہو جا

دیکھے زیور جو مرصع ہو بھی کو فت پڑی	آٹھ آٹھ آنسو رو لائے تھجی موتی کی پڑی
دیکھے ہیروں کے کڑوں سی جو اٹھا جا کر	جرم بھرم لگائیں چھری تھک چھری
چال میں سڑا اٹھائے تھجی پائے	یا برنجیر ہر اک حلقہ غفل کری
کا جل آنکھوں میں لگا کر جو تھجے دکھلائے	شامت کے تری آنکھوں میں لاندھیر چھلائے
طاؤز رنگ خدادام میں تھکولائے	بال پر باندھ کے گئی کی طرح پھر کلائے
مشک ساز لک جوڑا جوہر قرن بانڈ	کسکے مشکین تری جی جان کی دشمن بانڈ
دیکھ کر ساعدہ سین کی صفائے تھلے	گول بازو کو جو دیکھے تو سوال تھلے
وہ تو بھندی تھلے تو جای خال تھلے	ایڑیاں رگرے جو تو اسکی بلا تھلے
سر تھلے تو وہ بخر جو تری ساتھ کری	یا تون کو ہاتھ لگائے تو قلم ہاتھ کری
ایسے مہر لڑی جو صحبت مجھے دن تھلے	دو دن جانے برابر کی ملاقات تھلے
تو ہی منصف ہو ذرا پھر تری کیا بات تھلے	طاق پر سب سے جھوٹی یہ کہانیاں تھلے
وصل کیا تجھے تو پھر بات گوارا نہ کروں	خواب میں بھی تری چہری کا نظارہ کروں

تو ہی لون آنکھوں کی نظروں سی گراؤں تجھ کو روٹھ جائے تو بلا سی نہ مناؤں تجھ کو	اتحلاط اس سی گردن نہ لگاؤں تجھ کو پاس کی میٹھے تو جھلا کا ٹھاؤں تجھ کو
اے پیغام ترے آئیں تو انکار کردن	تو سی رخ تری جان کے نہ زہار کردن
ابر ہو، سبز ہو، مینا و سبو، اور وہ ماہ تو جو آنے کو کسی میں کہوں کچھ خیر ہے وہ	لایع کی سیر کو لیجاؤں میں اس کی ہر ماہ صحبت ساز و غنا شام سی با وقت بگاہ
گل کھلا تازہ ہو اکھاؤ وہ گشت ملی	ٹھنڈی گرمی نہ کرو ایک طبیعت ملی
جمع ہوں سارے زمانے کی وہاں چاہیں گل قبا جاک کرین ہو وہ لباس رنگین	عشق بازوں کی جو طلبہ ہو کسی کو کہیں اس کو لیجاؤں بعد شوکت شام ترین
پتلیان آنکھوں کی جلاؤں ڈاؤں اے	میٹھے آنکھوں پہ جو دہن اسٹھاؤں
شمع کی گرد ہو پروانوں کا جسطرح ہجوم تو سی قدر ہو اپنی تجھے اسن معلوم	اسکی سطل لب بیدار ہوں مغل میں ہجوم وہ مہ چار دہم اور حسین شکل نجوم
اس کو سب پوچھیں تی بات نہ پوچھیں کوئی	مجھ کو او کا فرد ذات نہ پوچھیں کوئی

شدت خشم سے آنکھوں میں اتر آئے لہو	ایسی دلت ہو کہ ڈوبی عرق شرم میں تو
بغلین جھانکے نگہ یاس سے دیکھے ہر	دست و پا پھولین ترے بندہ کو آوار گلو
بھانگے گھر کی بھی ہرگز نہ تجھی راہ ملے	زمک رخ فق ہو دو دانغم جا کا پلے
کھپے بولا کہ زہی شانِ خداوند جلیل	ایسی باتیں جو سینہ ہم سی بول میں لیل
طرفہ دعویٰ کی کوئی جسکی سند ہی نہ لیل	تم بھی اتنی ہی سو بھی جو جلانی کی سیل
لیکے آئینہ ذرا نہ کو تو دیکھو صاحب	منہ پر آئی لگے برعکس سخن لوحِ صاب
راستہ بھولی ہو سے راہ بتائینگے ہمیں	شانِ اللہ کی یاد دلاؤں گے ہمیں
ہم جو آنیکو کہیں گے نہ بلائینگے ہمیں	آشنا غیر کی ہونگے یہ ستائیں گی ہمیں
پوچھتا کوئی جو ان کو تو کہو کیا کرتے	ہیں ابھی سے یہ زمانہ تہ و بالا کرتی
ہم بُری اور خوش اسلوب کی قدرت	ہمسی بہتر کوئی محبوب۔ خدا کی قدرت
ہمسی نفرت یہ بہت خوب کی قدرت	وصلِ سکا انھیں من خوب کی قدرت
چھوٹے سی منہ کو بڑی بات سزاوار ہیں	پانوں کل پڑتی تھے کچھ کچھ کار ہیں

غیر کی نام یق ہو گیا خسار کا رنگ	مُنہ سی کہتے تو یہ سب کئی پردہ اور ٹھنک
غیر کا نام منے کس کو گوارا ہی ننگ	اشک بھر لاکے یہ آخر کو کہا ہو کر رنگ
یہی جھگڑا ہی تو دم بھر نہیں آ رہا	ہو نہ کوئی ہی اس بات سی کیا کام میں
پکا پھوڑا ہی یہ دل چھین نہ زہن رکرو	سو جگر پھر یہ کہا اب نہ کچھ اظہار کرو
آؤ مل جاؤ مگر غیر سے انکار کرو	ہم خطا دار سہی غصہ نہ ہر بار کرو
ہو کی سخت کہیں ذوق کا جھگڑا ہو قوت	ہم تو محکوم ہیں ان باتوں ہی کیا قوت
ہم تو آزر دہ نہیں تکتا شکایت ہی عیبت	آئی ہی دلیں بھارے جو کدورت ہی عیبت
یہ ملین غیر سی ہم ہم یہ تہمت ہی عیبت	ہم سالجائے کوئی اور نیخوت ہی عیبت
پھر سبب ترک ملاقات کا کیا ہی حساب	ہم نہ ایسے نہ تم ایسے یہ بجای حساب
دل ہی تابع ہیں خلاف آپ سی کینا کر رنگ	کہتے ہیں اب نہ جدا ہم کبھی دم بھر مونگے
اقدام راہ اطاعت سی نہ باہر مونگے	ہم وہیں ہونگی جہاں آپ کے بستر مونگے
ترک کرنا نہیں سونگی ملاقات کوئی	جانی دو دلیں سائی ہو اگر بات کوئی

دیکھو اچھی نہیں آزر دگی غیر سبب	عذر قبول ہو موقع نہیں اعراض کا
دڑتی رہتی تھے جو ہسی وہی ہر ہر عصب	شان اللہ کی قدر کے تماشے میں عجب
ہم خوشامکر میں اور آپ پر وہی ہوا	راہ و اجاے سے باہر کوئی آنا بھی ہوا
بگانی ہی فقط آپ کی بجایا ہے ملال	غیر سلی ملی کا آتا ہی کوئی ل میں خیال
اپنی نزدیک ہی کیا مال کوئی حصال	دل سے ہم صاف ہیں اللہ پر دشمن ہی حال
جھوٹ سمجھو نہ مسلمان ہیں قہم کھاتی ہیں	شاہزادہ ہوا گردھیان میں کلا تہی ہیں
دام میں اندھ ہوئی مرغ خوش الحان کی	ہم نہ دیکھا کہ دیا باقون میں ہم سے وہ نہ
ہے اور وں کے چھٹا نیلکہ یہ ام تریا	منہ بنا کر یہ کہا خوب نکالی تفسیر
نکلیہ منہ دیکھے کی باقون یہ ہی کس فریاد	اتفاق آپ کے باطن سے نہیں ظاہر کو
صادق القول ہو یہ ہر نشین ہی کس کو	خیر ہی آپ کے وعدہ کا یقین ہی کس کو
چھپے قوت نہیں داغ نہیں ہی کس کو	صبر عشاق میں ای ماچہ میں ہی کس کو
صاف پھر جاتی ہوں دم بھر میں زانیہ طبع	دل اسی بیچ میں جا کر ہی شادی طبع

کل کی ہی بات کہ کچھ آتا تھا تین	اسی بکری تھی کہ ہر ایک بناتا تھا تھین
جو کوئی چاہتا تھا دامین لانا تھا تھین	جلیونین دم تقریر اور آتا تھا تھین
باتیں اکٹری ہوئی کرتی تھی نہ تھی	بال الجھے ہوئے تھی جیتی مواف تھی
شہ آشفتہ گیسوی سپہ فام تھا	آئینہ حیرت روزی سحر و شہا نہ تھا
سرسہ و غارہ کمان انکا کین نام تھا	لنگھی چوٹی سی کسی وقت تھین کا نام تھا
کبری خوشبوی نہ پھولوں کی لپی تھی	بند انگیا کی نہ یون جیت کی ہتھ تھی
سارے مشوقی کے انداز سکھائے ہم نے	طور محبوبی کے جتنے تھے تباہے ہم نے
چار چاند آپ کو دیکھو تو لگائے ہم نے	ناز بردار بنے نازا اٹھائے ہم نے
ناز و انداز میں شوخی میں سلیقہ آیا	دل فری کا جو ہوتا ہے طریقہ آیا
اچھے مشوقی میں تم نام خدا طاق ہو	ہر طرف دھوم ہوئی شہرہ آفاق ہو
نئے غمزوں کی نئی عشقوں کی خلاق ہو	ہر طرح دل کی لگالینی میں مشاق ہو
مچھوئی غمزدان کی سخن تم نے ڈر گوش کیے	جتنے احسان تیارے تھے فراموش کیے

دوسرا گرد پھٹکا تھا تھاٹھانے کبھی	یاد ہی غیر رہی ہوئی تھی اشارے کبھی
پاس ہی آپ سے کئے تھے سارے کبھی	ہرزہ گردون کو میسر تھی نظارے کبھی
دیکھنی کو بھی ترستی میں خدا کی قدرت	آریب آئین سکتی ہیں خدا کی قدرت
انکو صحبت بھی میسر نہ آئیں سبھی	خواب میں دیکھ سکتے تھے تھیں جوابی
بک گیا جی نہ رہا ضبط کا یا راواشد	وہ تو ہم بزم ہوش کل ہو ہیں ایک گاہ
اگر یا ٹھنڈی کروا دیتے ہیں راہ بھی	ابنیں ہی نہیں ملی کی ہوس راہ بھی
نیکے سننے کی جواباً تو بھیجیں تھیں خاک	ہم بھی ہیں صاحب غیرت رہیں کتنا عنا
ہو فاون سے نہیں ہی نہیں نظر تریاک	مفت گشت اسطی ہم جان کرین اپنی ہاک
جائے جائے اب منہ لگا نیکے کبھی	پائی الفت کی سزا دم میں آئینکے کبھی
جوڑ کر ہاتھ کر اپائون پہ وہ لالہ عدا	شکے ہم سی یہ میرا سکورا پھر تقرار
اگیا رحم کیا سر کو اٹھا کر اسے ریا	جوش دل سے ہیں کچھ بن پڑی آخر کا
فقرے عیائی کی ہم فی جو کی کام آئی	ریخ سب دور ہوئے عیش کی ایام ہے



اس بی مروتی کی کہیں انتہا نہیں	بیچ ہی جان میں تم سا کوئی بیوفائی نہیں
اس پر تم جو قابل جو رجحان نہیں	انصاف جسکو کہتی ہیں تم میں دشمنی نہیں
بیگانہ اب یہ ہو کہ کھلی شنائہ تھے	آغازِ عشق میں کہو اقرار کیا نہ تھے
کسکی طرف سے کیے تو اظہارِ شوق تھے	لازم ہی پاسِ قریب کا کیا ہے یہ ماجرا
کہتے تھے کہیں بان سی تم پر میں ہم فدا	پیغام کیسے آتے تھے ہر صبح ہر مسافر
الفت جتا جتا کہ میں مبتلا کیا	کیا پیار کی نگاہوں نے فتنہ پیا کیا
اے سلام شوق بہت راہ راہ کے	بھیجے پیام سیکڑوں الفت کی چاف کے
پھندے بنائے اپنے تازہ نگاہ کے	گھیرا ہمیشہ حلقے میں زلف سیاہ کی
تدبیرِ قتل کی جو گرفتار ہو چکے	دشمن ہوئے جو ہکوڑانے سی کھ چکے

ہم تو وہ تھی جو رہ کرتے نہ تھے نظر	بزم خیال میں بھی نہ بیرون کا تھا گذر
آنا نہ جانتے تھی حسین ہی بن کہ ہر	کس کو دماغ تھا کہ یہ لے مول درو
واقف نہ تھے کسی کے سلام و پیام	نفرت تھی اپنی دل کو تشق کی نام
جادو کیا کہ تم نے اڑائی ہماری ہوش	افسوں کیا کہ عشق کا پیدا ہوا جوش
دیکھا نہ کچھ سنا ہوئے بند اپنی چشم و گوش	کیسا چراغ عقل ہمارا ہوا غموش
جاتی تھی کس طریق کی سمت پھر بڑ	رکھتے ہی پاؤں چاہت ہیں گریہ
یا عاشقی کی نام سی جڑھتی تھی تب ہمیں	کچھ سوچتا نہیں سی بجز عشق تب ہمیں
آتا ہی آچال پر اپنی عجیب ہمیں	اندا از ضبط بھو لگی کے سب ہمیں
شفقت سے ہم کو مورد رنج و تکلیب	رحمت نے قہر لطف نے ہم پر غصہ کیا
جو کچھ کیا تمھاری لگاؤ نے یہ کیا	اب تو بھٹے ہوا جو ہوا خیر کیا گلا
تقدیر تھی کہ تم سا ملا یا رہے وفا	منظور حق ہی ہو تو بس آدمی کا کیا
اپنا قصور فہم کچھ اسی مہربان نہیں	اللہ کے سوا تو کوئی غیب دان نہیں

کیا جانے تھی جانے کل میں نہان ہو خا	سمجھے تھی جسکو یار وہ نکلا ستم شعا
آئینہ ہو گیا عین شمشیر آبدار	بزم طرب میں کھ کی قدم مل بلو فکا
تقدیر حیب نہ ہو کوئی تدبیر کیا کری	بیار کی قضا ہو تو اکسیر کیا کری
چارہ نہیں دو این اگر زہر دھیب	جو کچھ ہماری طالع و ازون میں نصیب
خندان ہیں بھول مانع میں لان ہی عین	تم کیا جہان میں اور بھی ہیں بد وفا
تم کیا کرو کہ نام ہی الفت کا ہی بڑا	سچ ہی طریق ہر محبت کا ہی بڑا
سمجھو بغور اس کو اگر فہم ہے رسا	ہاں ایک بات کہتی ہیں خوش ہو کہ تم خفا
پچھاؤ گے کرو گے اگر ہم کو تم جدا	عاشق کہیں نہ پاؤ گے تم ہم سا با وفا
ہم سا کہان ہی عاشق شید جہان	تم ہی بہت ہیں شاید غنا جہان
آوازہ ہی ہماری شرافت کا دوڑو	مردم شناس جان ہی انسان دی شعور
عالم میں ہیں ہماری بہت قدردان	شاعر ہیں بالمال ہیں کچھ باس ضرور
ہم کو بھی ہی خیال کہ ہم لا جواب ہیں	تک جو ہی دیکھیاں کہ ہم انتخاب ہیں

کینا سفلہ طینتی ہی یہ کتنے بے ہن طور	اس پر بندھے ہیں تم کو خیالات در او
جنت میں اشتیاق جسم کرو تو غور	لو کھلا رہا ہے کیا فلک کج مدار دور
منظور انسی راہ ہے جو کوچہ گرد ہیں	ہیں گریباں نہیں جو غنڈی ہیں
حرمت کا کچھ خیال نہیں بے وقار ہو	کتے ہیں صاف صاف تغافل شعار ہو
آگے بڑھیں تو لائق ترنجبہ و دار ہو	گل تکو کیا کہیں کہ نگاہوں میں خار ہو
جو کچھ کہیں جگاہے کلچہ تو باگیا	زندہ ہیں نام کے بازار آگیا
وہن کرو دراز اگر ایک پھول ہو	سوغات کوئی بھیجے تو دل سی قبول ہو
بہودہ ہو ذلیل ہو کتنے فضول ہو	نامہ کسی کا آئے تو فرحت حصول ہو
پھولے نہیں ساتے ہو پھولوں کے ہار پر	دل باغ باغ خفہ عطر بہار پر
بالائے بام گشت کرو دن سہ جو کم	آنکھیں ہیں چشم رزون یوار سے ہم
قدرت خدا کی وہ تو ہوں چھوڑی ہوں	اور وہ یہ لطف ہم سر کھائی تسم تسم
عاشق کی قد خاک جانی غضب کیا	سمجھے تم اس کو رام کہانی غضب کیا

بھی کوئی طریق ہی یہ بھی کوئی ہوا راہ	دل ہی کسی طرف تو کسی سمت ہی نگاہ
فرقت سی حال عاشق شیدا تو ہوتا باہ	عیش طرب میں تم رہو مصروف شاہ
پھر جاے آنکھ بھی تو کرم کی نظر نہ ہو	اپنی تو جان جا کھین کچھ خبر نہ ہو
بھین پیام ہم تو اسے سکے مال دو	کھاری کنون میں نامہ جو لکھیں تو مال دو
کھینجو کسی بہ تیغ غضب ہم پھر حال دو	بھین جو والیاں بھین شاخیں کمال دو
پہر بات میں بگاڑ دے الفت یہ چاہ	ٹہڑھی ادا ہی آپ کی رہی نگاہ ہے
اکن دن تھا کہ رہتے تھے راتوں کو کھنا	تکو بھی بغیر ہمارے نہ تھا فدا
دونوں سو جایا تھی دونوں فیسہ پیا	بھرتے تھے گردن بھی جوتے تھے نیم تار
ہر وقت اتلا طاسی گردن میں ہاتھ تھی	سائے کی طرح روز مرے ساتھ ساتھ تھے
اکن دن یہ ہی کہ نام کو الفت نہیں ذرا	آئے جو ذکر بھی کہو عاشق ہے کیا بلا
سونے لگی موشب کو چھپر کھٹ یہ بھی جدا	یرے چھین جو جا ادھر کی کبھی ہوا
پوچھا کبھی سیکر دون صد گز گئے	اللہ ایسے دل سی تھاری اوتر گئے

اچھا مقام رنج نہیں کیا مضائقہ
یاں بی قرار قلب حزن کیا مضائقہ
لو لینگے اپنی داد کسی نہ کھڑی کھڑے
لو کیا ہوا زمانہ ہی نادان نہیں ہیں ہم
جھیلی کڑی اٹھائی جدائی میں غم پر غم
یاں بھی کسی سی وصل کو وعدہ ٹھہر چکے
نکو جو خیال کہ رنگ کشا ہیں ہم
سمجھے ہو تم کہ حسن میں جادو ادا ہیں ہم
کمال ہیں ہوشیار ہیں ہر ایک نگہ
ہنستے ہو جو آؤ تو بلاغ و ہبسا ہیں
گری میں تم ہو شعلہ تو ہم بھی شزار ہیں
اے صفا سنی اپنی طبیعت کی نہیں

ہے ہمیشہ چین چین کیا مضائقہ
دور آسمان سخت زمین کیا مضائقہ
جلدی نہیں ہیں ہاتھ خدا کی بڑی بڑا
سمجھے ہو سے تھے پہلے ہی یہ آپ کے ستم
آخر ہی نہ تاب کہ آیا لبوں پر دم
تذیر ہم بھی جان بچانے کی کر چکے
ہم جانتی ہیں تم سی کمین بد بلا ہیں ہم
کتنی ہیں ہم کہ عشق میں بحر نما ہیں ہم
ہم صلح میں ہیں آپ کا ہر جنگ میں
لو لوک کی جو ہم سی ذرا ہم بھی خا ہیں
ہو مہربان تو آپ کے خد متگزار ہیں
سرکش سی آج تک بھی گردن جھکی نہیں

فضل خدا ہے رحمت پروردگار کی	شکل قرار بھی ہی جو دل بی قرار ہے
ہر بوستان میں بعد خزان کے بہار کا	نغمہ البدل کوئی صنم گل عذار ہے
ریح فراق ہم نہ کسی شب سے نہیں	بستر پر آج مک کبھی تہا رہے نہیں
تقدیر سے ملا ہے وہ محبوب نوجوان	جو رختان کین تو کئی شرم سے زبان
ہیں ساز و آریخت موافق ہی آسمان	عکسین ہوئی تھے جتنے ہوئی اتنی شان
دل کو کسی حسین کی تمنا نہیں ہی	تم کیا ہو ہم کو جو رکی پر وہ نہیں ہی
ہم چشم اس کی کیا کوئی صبا جال ہو	وہ ماہ چار دہ ہے اگر تم ہلال ہو
سیح کئی ہیں جو جھوٹ کا دل میں خیال ہو	دکھلا بھی نہیں جو غیر تمھارا نہ حال ہو
چمکا ہوا ستارہ بخت سعید ہے	ہر شب شب برات ہی ہر روز عید ہے
ہر روز بزم عیش کی تازہ ہیں نگ ڈھنگ	بچھتا ہی بام پر شب تہاب میں بنگ
انکا شباب اپنی جوانی کی یہ او سنگ	جیتے ہیں نشہ ہی وصلت کے خورنگ
سو تو ہیں شب کو ہاتھ کو گرد نہیں لک	گل چھری روز اور آتی ہیں پونے لک

راحت نصیب شام سی وصلت ہی ہنم	تکیے کی بلے یار کا بازو ہے زیر سر
بو خانان نہیں ہیں کہ ٹی لیں اسکی گھر	باتیں ہیں دلبری کی محبت کی رات بھر
آنکھ اپنی مثل قبلہ ناسوی دوستی	سجدہ پسند کعبہ ابروی دوستی
کتنی ہی کس غریبی ہماری مدام شب	ہوتی ہی روز باعث عیش دوام شب
پھر ہی بدر گیسوی مشکین کا نام شب	رہتی ہیں اختلاط کی باتیں تمام شب
جب کتنی ہیں کہ تم سے تو تمس و تم نہیں	کہتے ہیں کیا وہاں ہیں تکرانہ نہیں
حسن جمال میں غرض اس کی کلام کیا	اسکے سو کسی سے رہا ہم کو کام کیا
م کیا مختار غنی لف و رخ سرخ فام کیا	فرے کا آقا کے آگے مقام کیا
کچھ نہ سمجھا اسکی مقابل نہیں ہونم	بولو نہ بولوبات کی قابل نہیں ہونم
کو نہ کو یاں رہو یا جسے دار ہو	اب کیا عرض ہی خوش ہونم یا خوار ہو
رو کین گی ہم کبھی نہ جہان چاہو جوار ہو	کیساں ہی ایسے ہیں نہ رہو گھر میں یا ر ہو
نہرت ہی تم نول میں نہایت عباد ہو	پروا نہیں طونہ طوا اختیار ہے

خ پر عرق و فوجیات میں آگیا	شکر مرے کلام وہ حیرت میں آگیا
نہر جال پر دہ ظلمت میں آگیا	خچ چاند سا محاق کہ ورت میں آگیا
گی ایسی چھپر میں تو کہ آخر کو رو دیا	مضطرب ہوا حواس گئی صبر کھو دیا
زنگ سخن بدل کے کہا واہ گل عذا	رونے پہل بھرا آیا ہمارا بھی ایک بار
یاروں کے شعبہ سے ہوسے تم پر آشکار	کہنے تھے تم تو یہ کہ بڑی ہم میں ہوشیار
اتنی کڑی کے تم تحمل نہ ہو سکے	الٹھو تو سہل کون بنی شکل نہ ہو سکے
معتشوق غیر رای گل رغا غلط غلط	جو کچھ کہا یہ ہم نے سراپا غلط غلط
باتیں بنائیں ہم نے یہ کیا کیا غلط غلط	یہ ذکر یہ کلام یہ چپ چا غلط غلط
باتیں ہیں سب یہ کوئی تمہارا سوا	جو کچھ کہا یہ اسکی حقیقت ذرا نہیں
شاداب مثل گل نظر آید وہ نو سال	سہنی جو یہ کہا خج جان ہو بکال
اتنا کہا زبان سی کی کہ تم نے خوش حال	زائل ہوا وہ دلیں جو آیا تھا کچھ بال
ہم بھی بڑھاکا ہاتھ گلے سے لپکتے	جتنی تھی غم بس ایک ہی فوری کہنے لگے

صد شکر اسے امیر ہوئی صلح یاری	پائی نجات گردن لیل و نہار سے
امید ہے یہ رحمت پروردگار سے	چھوٹے نہ کوئی دوست کسی دوستدار سے

عاشق کو کیا جدائی مجھو شباق ہے
جنت وصال یار جسم فراق ہے



برائے فرد کشتہ برائے خمدان

بادہ مینائی کے متوالو اجام پہ جام اڑا لے، ساغر پہ ساغر چڑھ گئے
 شیشے کے شیشے خالی کیے، خم کے خم نڈھالے، مست ہوئے سرشار ہوئے،
 وحنیا سے بنجر ہوئے، مایہا سے بے نیاز ہوئے، اور ایسے ہوئے کہ حریفان
 بادہ پیس، تک کو فراموش کر بیٹھے، اپنے درد آسٹام کب لے ایک گھونٹ بھی
 نہ چھوڑا، خیر! جو کچھ کیا، اچھا کیا! لیکن اب عالم خار ہے اور اس تشنہ کام
 کی خشک باتیں۔ وہ کیا کہے گا، ایکو بہکنے کا الزام دیگا، آفتاب و محوی کی سائی گئی
 حرف نہ لکھے گا، ان کی جاوید شاکایت کرے گا کہ مجھ سے تنگ ظرف کو بھی نہ چھوڑا
 گیا، جسکے لیے قطرہ ایک دریا اور جہاں ایک قح ہے، امیر میکدہ کی

شان میں گستاخی کرے گا، آپ کو بخود بنا دینے والی آتشِ حیات کو
 دو آتشہ نہ کہے گا، اس میں ایک آتش کی کسرت لائے گا، بیباک بنے گا
 گستاخ بنے گا، ”بے ادب بے نصیب“ کا وہی مصداق و سزاوار
 کہلائے گا۔

یہ تو دنیا جانتی ہے کہ وحشی یزدی نے صفِ ثنوی میں ”دہخوست“
 کی ایک نئی شاخ نکالی ہے جو زمینِ فارس میں چندان برگ و بار نہ لاسکی۔
 البتہ ہندوستان جنتِ نشان کی خاک اور آب و ہوا میں زیادہ پھیلی،
 بڑھی، پھلی پھولی اور ایک تنے کی حیثیت حاصل کر لی۔

اُردو میں پہلے پہل ہالے بادشاہِ سخن میر تقی میر نے اس کے سر پر
 تلج گل رکھا۔ آزاد مرحوم فراتے ہیں:—

”داسوخت دوہین، اور کچھ شک نہیں کہ لاجواب ہیں اہل تحقیق نے
 فغانی و وحشی کو فارسی میں اور اُردو میں (بھین) (میر) داسوخت کا موجد

تسلیم کیا ہے۔

مُبصر آزاد نے میر کی دو دوسوختیں دیکھیں اتفاق کہ میری نگہوں کو
چار نظر آئیں، اب چاہے مجھے احوال کو چاہے اعلیٰ سمجھو۔

سودا کی ہمہ گیری کب اجازت دے سکتی تھی کہ باغ سخن کی کوئی شاخ
کیا معنی کوئی پتی بھی نظر انداز ہو جائے، تیرا اگر ڈال ڈال ہوں تو یہ پات
پات، انھوں نے بھی دوسوخت لکھ کے اُردو میں اور آگ لگائی۔
رہا تقدیم و تاخیر، تیرا سے ہمسایہ ہم عصر اُستادوں میں جیسا کچھ رہا
ہو گا، ہکا اندازہ آپ کے قیاس پر ہے۔

اِن کے کسی معاصر نے بھی ممکن بلکہ ضروری ہے کہ کوئی گل رنگین
اِس شاخ میں کھلایا ہو گا۔ ترجمہ تخلص ایک صاحب جن کا نہ نام
معلوم ہے نہ کچھ حال، خدا بھلا کرے زبان کا، یہ بہترے رازِ پشتِ اَبام
کرتی اور بہت سے عقدے کھولتی ہے۔ اسکی گواہی ہے کہ یہ ہون ہون

میر و تنوید کے ہم بزم ہوں۔ ان کا ایک واسوخت نظر افروز ہے۔
ایک جگہ فرماتے ہیں

در نہ تیر آہ کا ظالم نہیٹ ہوتا ہے بُرا پاس کر اپنے کلیو کا، مر امان کما
نپٹ یعنی بہت۔ ختم واسوخت کا بند ہے

کس سے سیکھا ہو تو عاشق کا جلا نا کفر کے میسے کے تئیں تو نے نہ مانا کافر
قدر تجرم کی کیا۔ جان نہ جانا کافر اپنے عاشق کے تئیں اتنا سنا کافر

کہہ چکا آگے پر لب کتا ہوں آٹھوٹے جو

در نہ دلدار کردن تجھ سا کوئی ٹھوٹہ چلاؤ

انداز بیان بتا رہا ہے، زبان بر ملا کہ رہی ہے کہ یہ غلامِ بقلین میں سے ہیں

مرزا مظہر جان جاناں، خواجہ درد و خواجہ آثر، میر تنوید وغیرہ ہم

مشہور اساتذہ نے دیگر اصنافِ سخن کی طرح اپنے باغِ مین اس کی بھی قلم

نہ لگائی۔ لیکن آرد و شاعری کے ساتھ ساتھ واسوخت کی آگ بھی پھلتی

اور عالمگیر موتی گئی۔ وہ ہر کہ آمد بران مزید کرد۔

پھر رنج عظیم آبادی جرأت، تیر صاحب کے صاحبزادے میر گل و عرش
سودا کے شاگرد منشی سداسکھ تھارہلوی اور خدا جانے کس کس نے
ادھر عنان توجہ معطف کی اور واسوختیں لکھیں۔ بعد ازاں مرزا قاسم علی
وقت شاگرد و جرأت، طالب علی خان عیش شاگرد متصفی اور موسیٰ خان
وغیرہ نے اپنی اپنی گلفشانوں میں سے کچھ پھول اسکے بھی نذر چڑھائے۔
پھر وہ دور آیا جس میں ”واسوخت“ کا تسلط تمام ملک سخن پر ہو گیا
اور یوں سمجھا جانے لگا کہ جس سے واسوخت یادگار نہ ہے وہ ایک
صنف کلام سے بے بہرہ ہو گا اور اسکی قدرت سخن مجدد و در اسچھے بر سے
چھوٹے بڑے سب شاعروں نے اپنا لوہا منوانے کے لیے جہان اور اور
اصناف میں طبع آزمائی کیا مگر وہاں اس کو چہ بین بھی اپنی بساط
وحیثیت کے موافق جولا نیان دکھلا ئیں، آخر کار یہ مضمون اس قدر

ت

ما

ما

ما

ہیں

ہم

بھی

پتی

پامال ہو گیا کہ آج واسوخت بردہ ذاتی وابتدال کے مرادف سمجھا جاتا ہے
اگرچہ اسمین کچھ شائبہ خوبی تعلیم بھی ہے!

اسکی گرم بازاری میں برق، سحر، آمانت، رند، آباد و لب زار ترقی
سحر، قلق، امیر، حکیم حضرت اسیر کے صاحبزادے رحمتا شاگرد غالب
شیدا جو کلاں شاگردان آتش، جو ہر سنگھ جو ہر شاگرد خواجہ و زبیر،
طوطا رام شایان، قدر بلگرامی عاشق، صاحب ہمار ہند عیش
شاگرد خاص میر کلوتیش و السد اعلم اور کین کین شمر نے جن کا نہ اس وقت
نام ہے نہ کلام، (خاک میں کیا صورتیں ہو گئی جو نہ پان ہو گئیں) جو ہر افکار کو
خریداروں کے سامنے پیش کیا اور نقد تحسین وصول کیا۔ اپنے اپنے مال کے
محاورات اردو میں یہ بی نظیر لغت ہے، صرف لفظ کی رویت نہ لاشاعت ہو گئی
وہ بھی ناقدری کے ہاتھوں بری طرح۔ ہمارے عجم کے طرز کے پر ہے اور اب کیا ہے،
داغہ میں اس وقت تک چند نسخے ہیں ۱۲

دام پائے۔ اور سب تو خیر، لیکن آمانت اس بیویار میں لکھ چتی ہو گئے اور
 سیر، سودا، میر حسن، تقسیم، انیس دودیر کی طرح سرمایہ دار بن گئے۔
 خدا کی دین جسے جو چاہے دے اور جس طرح چاہے دے۔
 ہم آپ کج بیٹھ کے راتے زنیان خیال آرا نیان کرتے ہیں وجہ مشہرت
 اور اسباب قبول کا سرخ لگاتے ہیں، زمانہ کو مبتدل اور اہل زمانہ کو
 بد مذاق ٹھہراتے ہیں، ہنستے ہیں، ان کی ہنسی اڑاتے ہیں اور صد حیف
 کہ انھیں اپنے لیے باعث تنگ خیال کرتے ہیں، یہ سب طفلانہ کوثر نظری
 کے نتائج ہیں۔

رنجیتہ میں رنجیتی کا بیان نہ بے محل ہے نہ داسوختوں میں داسوختی
 کا ذکر سچا ہو سکتا ہے بلکہ اس سے قطع نظر ایک قابل گرفت امر ہو گا۔
 سعادت یار خان رنگین اور سید انشانے خدا جانے رنجیتی کو آتشکدہ
 داسوخت کی سیر کرائی یا نہیں؟ لیکن سیر یار علی جان صاحب کے گھر یہ آگ

پہونچ کے رہی، اور کجنت جان و دل میں دوڑ گئی۔ میر صاحب جھوٹ کو
 "واسوختی" نگاری کا فرض انجام دینا پڑا رعایت لفظی کا لحاظ خاص ہے
 اسے امانت کا متبع کیسے یا اس زمانہ کا عام دستور اور پسندیدہ طرز سمجھیے۔
 باقی وہی اپنا بیباک سوخ رنگ ہے جس پر نگاہ نہیں جیتی۔ ادا ادا!
 کیا بیفکری تھی، کیا زندہ دلی تھی!!

دنیا اور دنیا کی ہر چیز، اعتدال کا نام ہے، اس کے عناصر و ارکان سے
 جہاں یہ جوہر مفقود ہوا آثار فنا مرتب ہونے لگے۔ کیا عیش کیا مصیبت
 کیا زندہ دلی کیا زار نالی، کیا بیفکری کیا فکر مندی، بلاست شناسی ہی کو
 اس قانون کے آگے سر جھکانا پڑا ہے۔

مبصر ناظرین! یہی قانونی عینک رکھ کے واسوختوں پر نظر ڈالیں،
 واسوخت نگاری کی ابتدا و انتہا دیکھیے، اسکی مختصر تاریخ کا مطالعہ کیجیے!
 ابھی کل کی بات ہے کہ اسکی کیا گرا گری، اور کیسی بھرا تھی آج ایسی بربادی

طاری ہے کہ اچھے اچھے واقف کار بھی یہ نہیں جانتے کہ شہر کی تساقی
 و طبع آزمائی کا یہ ایک مستقل جولان گاہ تھا، کسی کو اتنا بھی نہیں یاد
 کبھی فتراک مین تیرے کوئی پنجر بھی تھا

کلام آسیر مینائی کی خواص و عوام میں جو مقبولیت اور اس وقت
 مانگ ہے، اسے مروجہ دو ادین کے اڈیشنوں کی مسلسل اشاعت سے
 پوچھ لینا چاہیے، لیکن عوام کو چھوڑ خواص بھی کتنے ہیں جو مرحوم کی
 داسوختوں سے آگاہ اور ان سے آنکھیں سنکے کے آرزو مند ہیں؟

مے عند الیون سے شبک سب میں ہم ہے

جتنے زیادہ بڑھ گئے اتنے ہی کم ہوے

دائرۂ ادبیہ کا انھیں منظر عام پر لانا پسندیدگی و امتنان کی نظر
 دیکھا جائے یا بیوقت کی شہنائی کہا جائے یہ ناظرین کرام کے حسن طبع
 اور خوبی نظر کے حوالہ ہے۔

کلام امیر کے محاسن اپنے اپنے فہم و فراست کے موافق یوں تو
ہر ایک جانتا اور سمجھتا ہے۔ لیکن دیگر اساتذہ و معاصرین کے مقابلہ
میں اس کے جوہر اور زیادہ کھلتے ہیں۔ جی چاہتا ہے تاشائے نظر کا
کچھ سامان اور ہم ہو پناؤں۔ اور چند شعرا کی واسوختوں کے بعض مقامات
اور بعض بعض بندوں کا موازنہ کروں، پھر چھپکتا ہوں کہ یہ کام
بڑوں کا ہے خیر زیادہ دخل در معقولات نہ کروں گا، ہم مضمون اور
ہم مقام بند مقابلہ میں پیش کروں گا۔

سمیر ایسے جہان استاد سے بسم اسد کرتا ہوں جنکی واسوخت کے متعلق
آزاد ایسے نقاد کی یہ رائے ہے :-

دو خاص خاص محاوروں سے قطع نظر کریں تو ابج تک اس

کوچہ میں میر صاحب کے خیالات و انداز بیان کا جواب نہیں

سمیر و امیر دونوں معشوق کی بیوفائی، بے اعتنائی کا الزام اسے

دے رہے ہیں، اور یہ جانتے ہیں کہ پہلے تم کچھ نہ تھے ہم نے سب کچھ بنایا
اب ماشاء اللہ ہر بات میں طاق اور شہرہ آفاق ہوئے تو ہم کو بھلا دیا
ہم کچھ نرس، تقویم پارینہ ہو گئے، نئے نئے دوست نئے نئے چاہنے والے
پیدا ہو گئے، غیر اپنے بنگلے اور اپنے غیر ایہ انقلاب !!

امیر

(ایک طولانی تمہید کے بعد)

میر

(دوست کی تمہین سے ہے)

یا وایام کہ شوخی کا یہ انداز نہ تھا	یا وایام کہ غمی سے خبر تجکو نہ تھی
غزوہ خونریز نہ تھا ہو شر باناز نہ تھا	شرمد آئینہ کی اور نظر تجکو نہ تھی
قاتل انداز نکاو غلط انداز نہ تھا	فکر آراستگی شام و سحر تجکو نہ تھی
برق جان سوز ترا شعلہ آواز نہ تھا	زلف آفتنی کی سدھ دود پہ تجکو نہ تھی
ایسی کب گرمی بازار رہا کرتی تھی	شانہ تھا ابلہ کوچہ گیسو تیرا
بھیڑ کس دن پس دیوار رہا کرتی تھی	آئینہ کا ہیکو تھا حیرتی مرو تیرا

جنا امیر کا زمانہ میر سے آگے بڑھ آیا ہے، زبان کے ساتھ ساتھ،
طرز بیان، بندش، الفاظ کی سجاوٹ، مضمون کی رنگینی بھی اتنی ہی تھی
چڑھی ہے۔ پھر بھی میر میرا ہیں، اور امیر امیر۔

امیر

(ایک بند چھوڑ کے)

میر

(رسل)

اگلی حسن سے اپنی تجھے زہنا نہ تھی، بھیجا تھا کوئی موتی کا نہ تم کو مالا
اتنی مستی سے تری آنکھ خبردار نہ تھی، تھا نہ یہ علم کہ کیا چیز ہے بندہ یا لا
پاتون بیڈول نہ پڑتا تھا یہ رفتار تھی، بول پازیب کی جھنکار سے کب تھا بالا
ہر دم اس طور کرین ترے توار نہ تھی، چڑھتے تھے نام سے زیور کے حضور والا
خون کا ہیکو یون کو پہن ترے ہوتے تھے، فتنہ پرواز نہ رہتے تھے کبھی گھات میں یون
دل نہ لے کب تری دیوار تلے سوتے تھے، بوتلین عطر کی آتی نہ تھین سوغات میں یون
میر صاحب کہتے ہیں: تم اپنے حسن سے بے خبر تھے، آنکھیں مستی سے

ناواقف تھیں، نہ یونان تھڑپنے سے پاؤں پڑتا تھا نہ یہ زلزلہ فگن
 رفتار تھی، نہ ہر وقت کرمین تلوار رہا کرتی تھی، نہ ہانکے ترچھے بنے پھرتے
 تھے، نہ بنے ٹھنٹے لپتے تھے، اٹھائے کوچہ میں آگے اس طرح کاہیکوٹا
 ہوا کرتے تھے، اور دیوار کے تلے دلی گرفتہ کب یونان بستر لگائے
 رہتے تھے؟

امیر کا قول ہے: تم کو اتنا بھی نہ معلوم تھا کہ اسباب آرائش
 کیا ہیں، بندہ بالا کسے کہتے ہیں؟ زیور کے نام سے چڑھ تھی۔ یہ چھما جھم
 کب رہا کرتی تھی؟ نہ پہلے فساد کی گھات میں لگے لپتے تھے، نہ کوئی تہی
 کا بالا بھجوتا تھا، نہ سو غائب عطر کی بوتلیں چلی آتی تھیں؟
 ایک نے حسن سے بخبری دوسرے نے حسن افزا شیا سے لاعلی بیان کی
 ہے۔ اس میں سیر امیر سے مقدم اور آگے ہیں۔

ایک نے بد راہی کا سبب اغیار کی فتنہ پر داندی بتایا ہے، دوسرے نے

اس پہنچو پر روشنی نہیں ڈالی ہے۔ یہ روشنی طبعِ امیر کیلئے ہے۔
 مسدس کا ہر مصرع گویا زینہ ہوتا ہے، ایک سے ایک چڑھتا اور
 اونچا ہوتا چلا جاتا ہے، آخری بامِ عرش پر پہنچ جاتا ہے، امیر کے بیان
 ٹیپ کا دوسرا مصرع پہلے سے بھی نیچا اور گرا معلوم ہوتا ہے۔ امیر کے
 پہلے بند کی ٹیپ ملاحظہ ہو جو اس سے زیادہ مناسبت رکھتی ہے۔
 ایسی کب گرمی بازار رہا کرتی تھی بھیڑ کس دن پسِ دیوار رہا کرتی تھی

امیر

(سلسلہ)

میر

(سلسلہ)

خواہش دل کی ملا کرتی تھی ہر ساعت اور	صحبتیں ہمے تھیں بات کوئی اور نہ تھا
طبع میں تیرے تصرف تھا ہمیں جس سے زیادہ	ایک تھی ہم سے ملاقات کوئی اور نہ تھا
مطلقاً تجھ سے نہ مربوط تھے اربابِ عناد	قابلِ حرف و حکایات کوئی اور نہ تھا
اکا ہیکو کہتے تھے کوچہ میں ترے شو فساد	تھے ہمیں قبلہ حاجات کوئی اور نہ تھا

طور پر اپنے ترے پاس ہم آجاتے تھے | سنگ اسود تھا نہ تل کعبہ ابرو میں کبھی
 حسبِ خواہش تجھے ہر شام دوسرا پاتے تھے | کا کا تھی نہ ترے سایہ کیسویں کبھی
 میر کے بند میں شروع سے آخر تک یکسان سادگی اور سیدھی سادی
 ادا ہے۔ پہلے شعر میں اپنا ہی ردِ خیل ہونا ہے۔ دوسرے میں غیروں کے
 دخل بیجا کی نفی ہے آخری میں دن رات، صبح شام ہمہ وقت اپنے
 خواہش و آرزو کے موافق پایا جانا اور مطیع ہونا بیان کیا ہے۔
 امیر کے یہاں ایک با کا چڑھاؤ اُٹا رہا ہے۔ پہلے یہ ہے کہ: ہمیں
 ہم تھے رات دن، ہمیں سے صحبتیں تھیں۔ پھر یہ کہ: کسی سے ملاقات
 نہ تھی، صحبتیں اور دن سے ہوتیں تو کیونکر؟ پھر یہ کہ: کوئی بات چیت
 کے قابل ہی کب تھا، جو ملاقات روا ہوتی؟ چوتھے مصرع میں
 اور ترقی دیکر کہا ہے: ہمیں قبلہ حاجات تھے، ساری ضرورتیں،
 اور خواہشیں ہمیں سے پوری ہو جاتی تھیں، ہر قسم کی دلچسپیاں

ہمین میں محدود تھیں، ہر ایک بات کی سیری ہمیں سے ہو جاتی
 تھی پھر کسی طرف نگاہ اٹھانے اور کسی سے بات چیت کرنیکی کیا وجہ
 ہو سکتی تھی۔ بعد ازاں ٹیپ کا بند آتا ہے جو اور ترقی طلب کرتا ہے
 سبائعہ و استعارہ کی رنگ آمیزی سے وہ بھی حسبِ مُراد ہو جاتا، جو
 سنگِ اسود تھانہ تل کعبہ برومین کبھی کالکا تھی نہ ترے سایہ کیسویں کبھی
 تل کو کعبہ ابرو کا سنگِ اسود بنانا تلاشِ فکر ہے۔ غیروں کے
 دخل کو کالکا کمنہ اور کیسو کا اُسپر سایہ ڈالنا نہایت بلیغ بات ہے۔
 اور یہ اُستادانہ فادر الکلامی کی باتیں ہیں۔

میسر

(چار بند چھوڑ کے)

میسر

(دو بند چھوڑ کے)

کس دن اتنا تھا پراگندگی ہو کا خیال	کب چنی جاتی تھی پیشانی پہ نشان آگے
دود و دن چہرہ پہ کبھڑ سے ہی ہا کرتے تھے بال	انگی کب ہتی تھی یوں زیرِ زخندان آگے

فعل جان بخش نہ رہتے تھے بھڑکنے لال
 عطر کب ملتے تھے لے فتنہ دوران آگے
 غریبی خندہ نہ لوگوں کے جیون کی تھی بال
 مجلسین رنگ مہی سے تھین نہ پیران آگے
 پان سے شوق نہ تھا کیسا مہی کا نہ کور
 کپڑے اس طرح نہ پھولوں میں بسے آتے تھے
 غصہ ہو جاتے تھے سن ایسی کسی کا نہ کور
 بند محرم کے نہ یون چست کسے جاتے تھے
 سیر بالوں کے بیچ میں پریشانی مو کی تصویر کھینچتے ہیں، پھر فرماتے
 ہیں: ہونٹھوں میں یہ لالی نہ تھی، ہنسی جان لیوا نہ تھی، پان
 کا شوق تک نہ تھا، مہی کا کیا ذکر۔ اس ذکر سے غصہ آجایا کرتا تھا۔
 آئیر ہتھ نام ارکاری میں چند پھولوں سے مرقع سواتے اور پوچھتے
 ہیں: پہلے افشان کب جینی جاتی تھی، زرخندان پر انگلی رکھنے کی ادا
 کب آتی تھی، عطر کب ملا جاتا تھا، مہی کے رنگ سے مجلسین کب حیران
 شدر کی جاتی تھیں، اس طرح پھولوں میں کپڑے کب بس بس کے
 آتے تھے، محرم کے بند کب ایسے کسے اور چست کسے جاتے تھے؟

میر کے بیان پانچ باتوں کا ذکر ہے، امیر نے چھ بیان کی ہیں
 اور زیادہ صفائی، زیادہ جستی، زیادہ خوبی، زیادہ توڑ جوڑ سے
 ٹیپ کے شعر کی کسی بندش اور قافیوں کے نگیں دید طلب ہیں، کیسے
 جڑے ہیں؟ جیسے آسمان میں تارے،

امیر

(سلسل)

میر

(سلسل)

تنگ پوشی سے وہ محفوظ تھیں پاتے تھے	بھاری پوشاک اگر ہم بھی پہناتے تھے
تنگ جاے جو یہ جلتے تو گھبرنے تھے	یہ گران نملو گزرتا تھا کہ گھبرنے تھے
مسکی چولی سے کھجور پر نہ تم آتے تھے	سرجو بندھوتے تھے تم سیکڑوں کی کھلتے تھے
لیپے دامن سے اٹک گھر ہی میں پھر جاتے تھے	آئینہ سامنے آتا تھا تو شرارتے تھے
یا تو کھنٹی پہ چٹنی ٹوندھے چسے رہتے ہیں	شانہ بیگانہ کیسو تھا اسی سر کی قسم
باہر اندر ہو کہیں بند کسے رہتے ہیں	نور تن ایسے نہ تھے خالق الہی کی قسم

میر صاحب نے چُمت پوشاک پنھائی ہے اور امیر صاحب نے
 بھاری۔ میر نے بند کا بند سر سے پائون تک نذر لباس کر دیا ہے
 اور تنگ پوشی کے مختلف منظر پیش کیے ہیں، کہیں مسکی چولی دکھائی
 ہے، کہیں لپٹا دامن، کہیں پھٹی کٹنی، کہیں چسے (منایت جیت
 جسم سے چسے) مونڈھے۔ آخری مصرع تو بلا کا بیساختہ ہے۔

باہر اندر ہو کہیں بند کسے پہتے ہیں!

”دہر وقت بند کسے پہتے ہیں“ کہنا تھا لیکن مصرع اتنے میں پورا
 نہیں ہو سکتا تھا۔ کسی اور پہلو سے ”کے“ جتنے نہ نظر آتا تھا۔ اسے
 چھوڑ کے کوئی دوسرے قافیہ میں مصرع کہہ لیا جاتا۔ دوسرا قافیہ آکر
 سے جو ”چسے“ سے ایسا درست گریبان ہوتا، ہر پھر کے کہنا یہی اور کھپانا
 اسی کو تھا، پھر اب کوئی بھرتی کا لفظ آئے تو مصرع پورا ہو۔ استاد ی
 دیکھتے کہ بھرتی آتی ہے تو کیسی خوبیان، کیسا ازدیاد مضمون اپنے ساتھ

لاتی ہے اور کیسی جستگ کوٹ کوٹ کے بھر دیتی ہے،
 آئینے لباس کے ساتھ اور باتوں سے بھی فراخوصلگی برتی ہے،
 چوتھا مصرع خصوصیت سے توجہ کے لائق ہے۔
 آئینہ سامنے آتا تھا تو شرتے تھے
 حیا کی ایسی تصویر کھینچا ہر ایک کیا اچھون اچھون کا کام نہیں ہے
 ایک دوسرے مقام پر اور کیا خوب کہا ہے۔
 گل خورشید گلستان ضیا ہے وہ جہن
 آبشار عرق شرم دیا ہے وہ جہن
 ان چمن داروں کی پانچ پانچ کیا ریون کی سرسری سیر سے ابھی تو
 کا ہیکو جی بھرا ہو گا، بلکہ اس کے اختتام کا خیال و ذکر ظلم سمجھا جائیگا،
 لیکن شام قریب ہے، وقت کم ہے اور دیکھنا کچھ اور بھی۔ چلیے ذرا
 اس باغ کی بھی نگاشت کریں جسکے بڑے اور دور دور شہرے ہیں،

دیکھیں اپنے پر بہارِ داندِ ار دل کی اس میں کوئی بات ہے کہ نہیں
اور منشی صاحب کے گلشنِ افکار سے ٹکر کھاتا ہے یا نہیں؟

امانت

(ابتدائی چار بند چھوڑے) (الابتداء حسب اختیار)

عشق وہ گل ہے کہ دامنِ مین میں جسے سوا
عشق وہ نخل ہے جس میں نہ لگا پھل الگ بار
عشق وہ میوہ ہے جس میں نہیں لٹ نہا
عشق وہ باغ ہے جس میں کبھی آئی نہ بہا
عشق وہ شاخ ہے جس میں نہیں پتا کھیا
عشق وہ غنچہ ہے جس کو نہ شگفتا دیکھا
امانت نے عشق کا باغ لگایا ہے اسے گلِ انخل، میوہِ باغِ شاخ
اور غنچہ بنایا ہے ان کا رنگ، بومرہ، خاصیت، اثر بتایا ہے لیکن امن

کوئی ترتیب نہیں رکھی ہے کہ پہلے درخت لگاتے، پھر شاخ نکالتے،
پھر غنچہ پھر گل، پھر ٹراپنی اپنی جگہ رکھتے۔

منشی صاحب نے عشق کے کرتوت گنائے ہیں کہ رسول جہان کرتا
ہے، ضبط والے کو آہ و فغان پر مجبور و سرگرم کرتا ہے آنکھ سے طوفان
بہاتا ہے، چہرہ خزان رسیدہ پتے کی طرح زرد کر دیتا ہے ہزار وں
نوجوانوں اسکے بار سے خم ہو گئے، سیکڑوں جوانی کے بلغ اسکے ہاتھوں
پامال ہو گئے، ایٹپ منشی صاحب کی اپنی جگہ پر ہے اور امانت کے بیان
پہلے چار وں مصرعوں سے بڑھ چڑھکے جیسی ہونا چاہیے نہیں شروع
سے آخر ایک سطح ہے اور ہموار۔

امیر
(سل)

امانت

رایک بند چھوڑ کے

پن دہرین وہ سبز قدم ہے یہ شجر، اس خزان نے کیے پامال گلستان کیا کیا

خشک ہو سبز ترسایہ میں جسکے کیسر ہوے براد گل دلالہ دریجان کیا کیا
 گرم رفتار ہو گلشن میں ہوا اسکی اگر جسم داغون سے بنے سرو چراغان کیا کیا
 سرو گلزار بنے سرو چراغان جل کر استخوان جلکے ہوے مشعل سوزن کیا کیا
 روضہ کی جو طرف رخ کھلی اسکا ہو جائے چونکہ تیا ہے دو عالم کو حرارہ اس کا
 ہو غلش خار کو گل ہو کہ کے کاٹا ہو جائے سات دوزخ نہیں ہے ایک شلرہ اس کا
 ایک نے داغون سے جسم کو دوسرے نے باد عشق سے سرو گلزار کو
 سرو چراغان بنایا ہے۔ باقی مصرعون کے پڑھاؤ آثار کا یہاں بھی پہچان
 عالم ہے۔ اور ٹیپ میں وہی فرق وہی نسبت ماسبق ہے۔

امیر

(مسل)

امانت

(ایک بند بھوڑکے)

یہ وہ دریا ہے کہ جسکے نین ساحل کا پتا یہ وہ ہے آگ ٹپے اس میں تو تیر چل جائے
 یہ وہ ساحل ہے کہ لب تشنہ میں جب صیرا طور کی طرح تر و خشک برابر جل جائے

تے

ان کرتا

قان

رون

باتھون

یہاں

شروع

کیا کیا

یہ وہ طوفان ہے کہ ڈالے تیر گرداب بلا | دامن موج تو کیا پانی کی چادر جل جائے
 یہ وہ قطرہ ہے کہ اک پل میں بنے نیل | پر پروانہ صفت بال سمندر جل جائے
 یہ وہ موج کہ خنجر کی روانی دکھلائے | شعلہ افگن ہو یہ بجلی تو کرے خاک سیاہ
 یہ وہ گھاٹ کہ تلوار کا پانی دکھلائے | جل کے اک دم میں مچن نہ خرم افلاک سیاہ
 (میرے منہ میں خاک) ایک آگ لگاتا ہے ایک پانی کو دوڑتا ہے -
 امانت پہلے عشق کو دریا سے بے ساحل باندھتے ہیں، پھر ساحل
 کہتے ہیں تو ایسا جس پر صد ہا پیاسے ہیں۔ یہ طرز خوب تھا جو چوتھے
 مصرع تک نہ جاتا۔ پھر گرداب میں مبتلا کر نیا لے طوفان سے
 تعبیر کرتے ہیں جو بے کرسی حرف کی طرح اپنی جگہ سے پست معلوم ہوتا
 ہے۔ چوتھے مصرع میں قطرہ کو سیل بنا کے پھر طوفان اُٹھاتے ہیں -
 ٹیپ میں اور باتون کی طرح طرزِ ادا میں بھی دور و تغیر کی احتیاج
 ہوا کرتی ہے جو اس ٹیپ میں نہیں ہے یعنی پہلے چار مصرعوں کی طرح

”یہ وہ ہے“ ”یہ وہ ہے“ کا عنوان بیان یہاں بھی برقرار رکھا گیا ہے۔ (اور اس طرز پر بہت سے بند کلمہ کے زور قلم دکھایا ہے) تاہم پہلے دونوں ٹیپوں سے پُر زور اور چاروں مصرعون سے اونچی ہے

منشی صاحب عشق کو آگ کھڑکی عدت بیان کرتے ہیں، کہ اُسین پتھر گرے تو جل جائے اور پتھر کیا معنی طور کی طرح تر و خشک بلا تخصیص ہر شئی جل جائے، اور تر و خشک شیا ہی پر کیا سو تو بیج پانی کی چادر تک جل جائے (جو توڑ ٹوڑ ڈالنے والے پانی کا ایک پُر زور حصہ ہوتا ہے) اور پانی کی چادر کیا، بال صحت درجہ کی آفرینش و حیات ہی آگ ہے۔ بے حقیقت پروانہ کے پر کی طرح جل جائے بعد از ان ٹیپ میں بجلی ٹھہرتے ہیں جسکی شعلہ فگنی سے ساتون آسمان دم کے دم میں خاک سیاہ ہو جائیں۔

مردان علیخان رعنا غالب کے دہشاگرد ہیں جنکے متعلق اردو ممبر لکھنؤ

جل جائے
جل جائے
سیاہ
سیاہ
ہے
جل
تھے
سے
ہوتا
-
نیاج
طرح

”آج اس فتنہ میں تم جیتنا ہو، خدا تم کو سلامت رکھے۔“

ان کے واسوخت اور منشی صاحب کے صغیر انشبار سے معشوق
کے سراپا کا اقتباس ہدیہ نظر ہے۔ تقابل و مشابہت کو خیال سے
تقدم و تاخر اور حذف و تخفیف کو تھوڑا بہت دخلن یا گیا ہے۔

امیر

رعمنا

جب بیجا ہاکہ کروں و صغیر سراپا توں
شہرہ سخی مضامین کی پڑی ملک دھیم
یہ لکے موجود سے افراد تھے جو جو معدوم
سمن کے فرمانشو نکاسی کیا آئے کہ ہجوم
ہر طرف سے مجھے آنے لگے آخر پیغام
سب نے بھیجے مجھے تشبیہ کے اکثر پیغام
ولین اس وقت مضامین کا ایسا ہی جوش
جوش معنوں کا نہیں بلکہ یہ دریا کا ہر جوش
سامعین جمع ہیں ارباب تماشا کا ہر جوش
قتل ہوتی ہے ہوس خون تمنا کا ہر جوش
حسن بے پردہ ہر باقی نہیں و سوا اس ملک
دائرہ وں ہی ہر تن چشم ہر قمر اس ملک

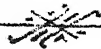
مانگ لال انگ کے عاشق کا نہیں دیکھی ہوا
 کشان ہر شب یلدا میں کہ ظلمات کی آہ
 خال تابندہ یہ یا کہ گمن ہیں ہے ماہ
 جا چڑے گردل عاشق تو بس تامل
 دو لڑی موتیوں کی آہیں بڑی ہیں سیا
 صبح کاذب کا شب تاریک یا ہر جلوا
 ایک سر کی ہر قسم شب گیسو ہے

از دیا چوٹی ہے کافر ہے بلا ہر جادو
 کا کلین سانپ ہیں اور زلف چلیا کچھو
 دام دلکش ہیں بلا کے وہ پریشان گیسو
 ہو گئے صید و شکار ان میں حرم کی آہو
 خرم کا کل نے تو چھند میں بھینٹ گیا غزال
 آہو چشم کو ہر زلف کا جال اک جہاں
 آفت جان جو وہ گیسوی سا ہیں و نون
 دل بھنسا نکلیے دام بلا ہیں و نون
 دیکھ لو سلسلہ جو رجوا ہیں و نون
 دام و کش ہیں بلا کے وہ پریشان گیسو
 ہو گئے صید و شکار ان میں حرم کی آہو
 خرم کا کل نے تو چھند میں بھینٹ گیا غزال
 آہو چشم کو ہر زلف کا جال اک جہاں

عید کا چاند ہے یا ہے وہ جبین مہ پارہ	مطلع مہرتجلی ہے جبین پُر نور
آفتق مطلع انوار ہے یا جلوہ مناس	کور ہے دیدہ خورشید فلک بحر حوض
صبح صادق ہے شب قدر کی یا نام خدا	زرد ہے مارے نجا لشکر شعلہ طور
ہے مہر کا نور کے مقابل بھید کا	دیکھے گر شمع رخ حواری بونا نور
حرف تقدیر نظر آئے تہ پیشانی	گل خورشید گلستان فیاض جبین
آب کے رشک سو ہے آئنے پانی پانی	آبشار عرق شرم دیا ہے وہ جبین

بجڑی کئی ہوجین ہیں کہ ہیں جن جبین	ڈرے افشان کے درخشان جبین پیشانی
رشک سواتھ کپڑا پھر ہے ہر بست جبین	شعلہ آتش عارض ہے اڑے ہیں یہ تر
چاند تارے کی عین شب ہوا تھ کے ترنم	الغ اساجو کھنچا ہو یہ خط تفتاز
ہو جو یہ اہ تو وہ صاف ہے ہیں تقدیرین	خطر رہے یہ پے دفتر خورشید و قمر
عرق ناصیہ کے قطرین سے یہ پیدا ہے	ڈرے افشان کے جبین پر جو دکتے دیکھے
بجڑی کا مہر اک سابت و سیارہ ہے	اختر طالع خورشید پہنکتے دیکھے

چشم اخصاف ہر چشم سے مردم کو مدام وصف وہ کیجئے چشم مرثہ وابر و سکا
 چشم جانا کو بے مغز ہیں کتے بادام جو سنے صاف کے صل علی صل علی
 نام سے زرگس سیار کے ہو انکو ز کام موسیٰ مرگان بنیں آنکھوں پہ یہ بینش
 صادق ہم پسہ کرین جو لکے تشبیہ تام زیر حجاب اٹھائے ہیں بامید شفا
 وصف تھا دیدہ خود بین کا مجھے مد نظر جنبش ہر مرثہ آفت ہر خدا خیر کرے
 وہ بیان میں چشم تامل کے رہی کچھ خبر نبض سیار کو سرعت ہر خدا خیر کرے



ہیں کمان ابر و خمد ابر برب کعبا واہ کیا ابر و خمد ابر ہے سبحان اللہ
 قلاب تو سین سے ہے ان کا ابر رتبا قدرتی حسن کی تلوار ہے سبحان اللہ
 برق دم جنبش ابر وی صنم ہے گویا ماہ نو چرخ پہ اظہار ہر سبحان اللہ
 چمک کش گوشہ خاطر سے بھلائیں اسے کیا یہ کمان طرفہ دھوان دھار ہر سبحان اللہ
 وہ کمان ہر تونگہ ناوک صیل فلک ہے اگر مرقع میں بھی اس تیغ کی تصویر چھنے
 لب مستحق ہو اس تر کو یہ قدغن ہے شر بڑھے مانی و ہزار دین شمشیر کھنے

حسن کی ناک ہر بینی کا کمون کیا انداز
 ایسا مضمون بندھے اور بینی کا کڑوا
 سحر تھنوں میں ہے اور انکی چٹکریاں عجیب
 نوبتیں بچنے لگیں سب کہیں سجان ابد
 مینی و رخ میں ہر خوبی کا شیک رنراز
 چاندنی رات ہر نشان ہو وہ گیسوی سیاہ
 پرت خود بینہ نکا ہر سامنے بخت نہ
 دیکھنے ہوں جسے تارے وہ گرے خوب نکا
 ہشکی خود بینی سے عشاق کا دم ناک میں آئے
 واہ کیا شکلیں ہیں قابل ہیں یہ تصویر دیکھے
 اور جو خود بین ہوں و ناک چھو کو چھو
 دیکھو نکلی ہر چہ سایہ میں شمشیروں کے



مسحور فکر ہے یا مسحورہ پیغمبر
 عارض صاف سینہ شمس قمر ہیں دون
 طشت ادا ہم ہے یہ خیر صادق سے خبر
 صاف آئینہ سے بھی پیش نظر ہیں دون
 شوق کیا آپ نے انگشت مبارک تو قمر
 رنگ میں لعل صفائی میں گہر ہیں دون
 یہ وہی مظہر اعجاز ہے نور انور
 دو ہیں شمعیں کہ ادھر اور ادھر ہیں دون
 ماہ دو ہفتہ دو حصہ ہے وہ چہرہ الحق
 عکس اگر آئینہ میں نور نشان ہو جائے
 در میان مینی ہے انگشت ہو جس شوق
 دیکھنے والوں کو چوک کا گمان ہو جائے

چہرہ

بالہ

برگ

قاف

پایا

خفہ

وصا

نق

وانا

سخہ

ایک

لدا

ہے کوئی نکتہ ہو ہم پر پرو کا دہن | ادھر تک سن تکلی سے نہیں جاسن
 بالیقین غیب ہے گریا اس رنگ چمن | شرم ہے چورنگ اس نے چرایا ہو دہن
 برگ گل لب بہن ہیں جو رنگ برگ گل | پر چھپائے کہیں چھپے ہیں ایسے بھی چمن
 قافیہ رنگ ہو خاموش نہیں جائے سخن | حسن و عوی جو کرے فنا ہو مضمون سخن
 پایا توہ القرن نے کب نظر آب غلامت | بات پوشیدہ نہیں ہے سندیں ظاہر بہن
 خضرہ خضر ہوا ہاتھ نہ آیا ہیسات | ہونٹھ دو نون تو گواہی کھلے حاضر بہن



وصف دندان ہیں گیا جب مرا فکر و تیک | ہو بجا داتو گور انجم رخشان کھئے
 نقی ہوا نور جو انجم کا تو کا فوراد اس | کیا صفائی ہے انھیں گوہر غلطان کھئے
 دانت لولو کا جو جہر و زوٹوٹی ہے اس | کیا لب لعل کو گھر گشتان کھئے
 سخت حیرت میں ہے انگشت بدندان لہا | رنگ پیدا ہو غضب لعل بدیشان کھئے
 ایک بوسہ لب دندان کا بھی لینا خضرہ | رنگ یا قوت کا ہو لعل شکر بارین بھی
 لذت و مرغوب ہیں رعنا کو گرموتی چور | جو ہری کا ہے دکان ہو حسن کے بازار بھی

ہر ذوق غیرت جنت کا عجب سبب بنا ہا کہ غنیمت یمن یہ اگر بجائے خیال
 نخل آزاد مٹا دیا بھلا سرور و ان متعجب ہو کہ ہر ماہ بہ آغوش ہلال
 سر کو حسن کے ہے وسط میں چاہ کنعان لب میگوں حلی گل رنگ کے مانند پین لال
 چاہ میں ڈوب باز لیجائی یمن یوسف سلوان مست دیکھیں چہ غنیمت تو ہوئی گرم سوال
 یہ وہ گرداب بلا ہے کہ نہیں اسکی ہر تھا کوئی بچنے کی نہیں راہ خدا خیر کرے
 خضر سے کہد و کہیں نوح نہ کھائیں غوطا قرب یحیٰ نہ ہو یہ چاہ خدا خیر کرے



اپنے شان و عجب شان خدا پیدا ہے روشنی ساعد یمن کی جو آجائے نظر
 جی اٹھوں گروہ موسے پر مجھے دید کا نہا شہد تاب بھی ہو چرخ پہ کو ملا جلی کو
 ہاتھ یمن یا کہ پری نے یہ کیے شہر و ا گول بل ایسے ہیں ہونڈھے کہ کڑی یمن
 سات بلور کی ہر شاخ، کلائی گو یا گول گھر میں ہو فلک قید، پڑے لنگھ اگر
 ہاتھ یمن نام خدا قدرت حق کی صورت عرش پر جائے اگر دھوم بجائیں ہونڈھے
 ہاتھ گروہ یمن جو ہونگا قدرت اہل کرسی کو بھی کرسی سے گرائیں ہونڈھے

دوسرا
 کون کا
 دست
 دیکھ لو
 لفظ

گول
 گنج
 صاف
 حسن
 حسن
 چشم

دستر آج مری طبع کو ہو دست بخیر
واہ کیا پنجہ پر نور ہے سبحان اسد
لو سر دست دکھا دیتا ہوں مضمون کی سر
ہنچ شاخ سے تو تشبیہ نہیں ہو دلخواہ
کون کا فر سے کتا ہو صنم صاحب دیر
دیکھ لو پنجہ خورشید یہ ہے پیش نگاہ
دست آویز یہ اسلام کی ہے کفر سے غیر
انگلیاں خط شعاعی سے بھی باریک ہوا
دیکھو مومنو یادیدہ حق ہیں پنجبا
دور ادب سے ہے جو پنج آیتاں میں کیے
لفظ اسد کا لکھا ہوا ہے نام خدا
انگلی اٹھے تو ہلائی کا غمیں کھینے

گول گول بھرا ہوا اونچا نکلا سینہ
سینہ دیکھیں کہ کریں اسکے گریبا پنہ نظر
گنج خوبی کا ہے وہ مہر بسہ گنجینہ
اور اُجھار اسپہ ہر پتال کا غضب یا ریشہ
صاف باطن کی طرح ہے صفت آئینہ
حسن کا ہی یہ اشارہ طرہ شمس و قمر
حسن معراج اگر پائے تو ہو یہ زینہ
میں بھی حاضر ہوں تھیں فر کا دعویٰ ہو اگر
حسن و خوبی سے ہیں یہ دونوں فر ہمو
چشم بد و رہین جوین سے سر اسر بھرا
دیر تاجہ فلک کو کی عنوان آؤ
ہی گو ہے ایسی میدان ہی چوگان آؤ

خیال
ہلال
سین لال
ہفتال
کرے
کرے

ئے نظر
لاہلی کر
کہ کریں ہر فر
بے ناکہ اگر
ن ہونہ
سینہ نہ

فی عشرت سے ہیں معہ واجب خم ہر دو وصف پستان کر کیا کوئی کہ مشہور ہیں
 قہر نور کون یاد و حساب دلجو کہتے ہیں شمس و قمر قمر نور ہیں یہ
 محرم آب روان یاد جب آیا جھکو نثر پیش رس نخل سر طور ہیں یہ
 دل جا بون طرح چھوٹ بہ ہی رورو ہاتھ کس طرح سے ہو پئے کہ بہت دہین یہ
 برج شمس ہیں کہ وہ گنبد برج دوران آشنا آنکھ سے جس روز وہ انگیا ہو جائے
 فلک حسن کا جوڑہ ہے کہ بیج میزان طائر نور نظر سونکی چڑیا ہو جائے

رشک نے می سے ہو امید کا آستان گیلہ شکم صاف تو ہے حسن کا دریا نایاب
 رنگ فاقم کا کدیر قمر کا بھیکا کوٹھی گھاٹ اسپر پستان جبریت ہیں جباب
 جان سے مر مر کے اگر دیکھ لے مر مر وہ صفا حال ہے جالی کی انگیا کہ کرے دل ریتاب
 قلم نور شکم ، ناف ہے گرداب بلا کسی وحشی کو رہے دیہان جو اسکا دم زباب
 بحر خوبی ہے صم اور شکم صاف جباب نور کے بحر روان نور کے چنگے دیکھے
 فرش ہو جاب پھر پٹ کو پٹو یہاں نور کی کوٹھیو غنیم نور کے چنگے دیکھے

کر ملک

بال با

موشک

پھر نر

گر نہ

خالی

حس

سر

طا

پرو

ہو

او

مگر ملک میں آئے نہ کمین گر لچکا | طرفہ معدوم کر جسکی عدم میں بھی بڑھوم
 بال باندھا لکھون مضمون کر کا سیدھا | موشگافون کو یہ تھوہ نہ کبھی ہو مضمون
 موشگافی سے پریشان ہو طبع شعرا | کیوں نہ معدوم کے عاشق ہوں بہا شاعر
 پھر نزاکت کا میان نام نہ لیا | چیتا ہو جو یہ عشق کر سستی انسان معلوم
 گر نہ ہاتھ آئے کہ ہو وصف کر کو غاض | کیوں نہ معدوم ہوں اس نام پر جو تیرین
 خالی اک بند کی جا چھوڑ گون مٹا بیاض | وہ کیوں بھی ہیں غفا جو کر کے تیرین



حسرت تکیہ زانو میں مجھے ہے گھٹنا | ران کے وصف میں ہر چند شغل بیان
 سر پر انواسی حیرت سی مجھے ہے رہنا | پر صفائی ہے یہاں تک کہ پھیلتی ہو زبان
 طور کی شمع نہیں ساق کو لازم کھٹا | ساق پاشخ ہو ایسی کہ نہیں جوین دھوان
 ہر فرشتوں کے طہین ہوئے پیری پروانا | شمع حساب میں اسطر علی تنویر کمان
 ہو کے بی پر پڑیں بیرون نہ کہیں آکر | مثل پروانہ ہو وہ کون چشتاں نہیں
 اور میں حل کے رقابت سی بیون خاکستر | شمع فانوس میں ہو پانچے میں ساق نہیں

لہ شہر و بیچ

رہیں یہ

ہیں یہ

نئے وہیں یہ

یہاں جو جائے

و جائے

نایاب

نہیں جاب

دیتا ب

کا وہ نو بہ

کھے

دیکھے

پاؤں پر فقر سے سر رکھتے ہیں سرخیل بنان
 پاسی نازک ہو وہ نازک صفت پاسبی خیل
 گلشن دہر میں کیا خوب ہو یہ سر دروان
 سجدہ کرتے ہیں جسے دیکھ کر ہرہ تمثال
 نقش پا قبلہ نما کہتے ہیں اہل ایمان
 کفن یا صورت صواب ہیں ٹخن میں ہلال
 مردم شہم سے سہلائی ہیں حورین تلیان
 نقش پا طرفہ دکھاتے ہیں سر راہ کمال
 سجدہ گاہ ملکوت اسکا ہوا پا انداز
 خوبصورت یہ دم جلوہ گری بنتے ہیں
 شہو کو دشمن ہے سیحا کا سراپا اعجاز
 دیدہ حور کبھی چشم پر سی بنتے ہیں

وقت اور کاغذ کی تنگی نے سراپا کے جوڑ توڑ میں میرے منہ کو
 پیدرغل کر دیا۔ وہیں محبوب بنا دیا نہ رعنا کی رعنا بیانی کے بلے
 کسی موقع پر لب ہلانے دیے، نہ امیر کی شیریں زبانی پر کہیں کچھ بولنے
 کی اجازت دی، میری نااہلی خوش ہے، چلو اچھا ہوا، سستے چھوٹے
 اچھی بُری خدا جانے کیا منہ سے نکلتی، چھوٹا منہ بڑی بات۔
 نکتہ رس سامعین طرفین کی سخن بنجیون اور کلام کی خوبیوں کو

مجھ سے بدرجہا زائد جانتے ہیں، نیز جو کچھ میرے دل میں ہے اس سے
بے کے لئے واقف ہیں۔

ان پیش نظر و نظر زیب نگہ ستون میں، معزز نا ناظرین! ہر
ایسی نام و دو تین کانٹے بھی ہیں، فطرت کے نگارستان میں ان کے
بغیر آیش و زیبائش کی تکمیل نہیں ہوتی۔

واسخت، گنتی کے دو تین مخصوص مضامین کا مجموعہ اور ایک
تنگ دائرہ ہے۔ مکرر مضامین میں الفاظ اور جملے عبارتیں مکرر ہو جانا
کوئی عجیب بات نہیں۔ ایسے مواقع میں قادر الکلام کا کام ہے،
کہ کوئی نہ کوئی راہ نکال لے اور حرف مکرر ہونے سے بچا لے۔
انہیں نے ایک واقعہ کو بلا کو عمر بھر نظم کیا۔ ہزاروں طرح لکھا،
ہر مثنوی کی آن بان نالی ہے۔

منشی صاحب کی وہ خوشنویس خفیف سی دو بدل کیسا تھ کچھ شمار کرتے ہیں

معلوم ہوتا ہے کہ کتہ وقت تو پوری توجہ اور زور طبیعت سے کام لیا گیا
 ہے، لیکن کتہ کے بعد پھر نہ اٹھا کے دیکھی گئیں نہ نظر ثانی سے فیضیاب
 ہو سکیں ورنہ یہ تکرار وغیرہ کچھ نہ ہوتا۔ دوسرے سخت اُردو بندہ ۲۴ مین پر
 دیدہ نافع میں ہے سو کے کتا نظر یا کوئی نافع کو سمجھے کہ وہ موی مکر
 یا شکم بحر لطافت ہو یہ ہوا سہین بھنور سب سے بہتر ہے یہ تشبیہ کو غوا

آئینہ پیش نظر ہو شکم صاف نہیں

عکس پر چاہ زرخندان کا عیان نافع نہیں

شکایت رنجش بندہ ۵۸ مین ہے۔

ناف کو سب گره موی مکر کہتے ہیں ہم سے صحن کے دریا کی جھنور کہتے ہیں
 چشم غما بھی اسے اہل نظر کہتے ہیں جھوٹا سب سے بدیہی ہم جو خبر کہتے ہیں

یہی تشبیہ مناسب صفت نافع میں ہے

پر توجہ زرخندان شکم صاف میں ہے

صغیر آتشبار بند ۹۷ میں ہے

حلقہ نان بین ہے گرہ موسیٰ کمر دل عاشق کے ڈبوئے کے لیے ہے یہ بھنور
دڑے کیا، حلقہ گوسن اسکا پین شید قر دل کو تشیہ نئی اور ہے منظور نظر

صان آئینہ ہر اسکا شکم صان بین

عکس ہی چاہ نہ خدا انکا پڑانا بین

پورا بند کا بند کن راسی تیر کے ساتھ تین مقاموں میں آگیا ہے۔

صغیر آتشبار کے بند ۳۴ کی ٹیپ ہے

کپڑے اس طرح نہ پھولوں میں بے آتے تھے بند عمر کے نیون چست کسے جاتا تھے

حداغیار بند ۴۹ کی ٹیپ ہے۔

کپڑے خوشبو کی نہ پھولوں کی بے رہتے تھے بند انگلیا کے نیون چست کسے رہتے تھے

واسوخت اڑ دو بند ۱۰ کی ٹیپ ہے

پہلی آٹکوں میں لگا دین یا میل میں ان تون کو جو کر دغور کمین قبل بین

صغیر آتشبار بند ۵۵ کی ٹیپ ہے

آٹھ سو تین سیل طبیعت میں رامیل شین ان تلونین جو نظر کی تو کمین تیل نہیں

بانگ اضطراب کی ابتداء ہے

یو ایام کہ شوخی کا یہ انداز نہ تھا جلوہ حسن ادا حوصلہ پر داز نہ تھا

صغیر آتشبار بند ۲۷ کے مصرع ہیں

یو ایام کہ شوخی کا یہ انداز نہ تھا غمزہ خونریز نہ تھا ہوشربا ناز نہ تھا

بانگ اضطراب بند ۱۳

رات دن صحبت اختیار ہو ادا سر گھر میں ہنگامہ بازار ہے ادا

بانگ اضطراب بند ۱۷

رات دن صحبت اختیار رہا کرتی ہے بزم چین لوگوں سے باز رہا کرتی ہے

بستہ بانی کی طرح طبیعت کی روانی بھی بہتیری چیریں بہالے جاتی ہے

بانگ اضطراب بند ۱۵ میں لفظ "فتح" کی حاند رسیل ہو گئی ہے

خجراز سے لاکھوں کے گلے کٹتے ہیں شربت مرگ کے پیاسوئیں قند سے بٹتے ہیں
 دو ایک جگہ بھاری الفاظ بھی اس روانی میں بہ آئے ہیں۔ واسوخت
 اردو بند ۷۵ میں ہے ۵

سیر غبار کے باغوں کی کیا کرتے ہیں روزِ تربیتِ باغوں کی کیا کرتے ہیں
 (تربیت، تروتازہ کرنا) غبار طبع بند ۳۲ میں ہے ۵

نئے چاندنا محاق کدورت میں آگیا مہرِ حال پر وہ غفلت میں آگیا
 (محاق میں آگیا یعنی چھپ گیا) اس طرح ایک آدھ موقع پر ہلکے لفظ بھی
 نظر پڑتے ہیں۔ واسوخت اردو بند ۷۵ میں ہے -

ہم سے عیار پنا آپ کا کیا کہنا داہ یہی حیلے ہیں تو کیا ہوگا عبت کا نباہ
 جس خوانِ سخن کا شتر گریہ بھی زلہ بابے، حسدِ غبار بندہ میں ہے
 چار چاند کچھ تو لکھو تو لکھ گئے ہم نے ناز بردار بنے ناز اٹھائے ہم نے
 محبوب علی (ناظم دائرۃ ادبیہ)



ہاں ایک نگاہ غلط اندازِ ادب بھی

سامانِ علم و ادب کی فراہمی اپنے حلقہٴ گمبوش

دائرہٴ ادبیہ کے سپرد فرمائیے، فہرست کتب

طلب کیجئے جو کتابیں مطلوب ہوں ان کی

فہریش سے عزت بخشیے۔

خادمِ ناظمِ دائرہٴ ادبیہ لکھنؤ